THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, December 12, 2011
(76th Session)
Volume IX, No. 02
(Nos.1-07)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran………..………..	1
2.	Fateha…………………………………………….	2
3.	Condolence Resolution ……………..………..	2
4.	Leave of Absence………………………………..	3-5
5.	Legislative Business:	
	i) The Pakistan Penal Code (Amendment) Bill, 2011………	9-26
	ii) The Criminal Law (Amendment Bill, 2011………	27-44
6.	Privilege Motion: Derogatory Remarks Passed by the Vice Chancellor Quaid-i-Azam University Against Parliamentarians………………………………..	45-46
7.	Point of Order: Lack of Gas and Electricity in Islamabad………..	47-48

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-IX **SP.IX(02)/2011**
No. 02 **130**

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, December 12, 2011

The Senate of Pakistan met in the National Assembly Hall (Parliament House) Islamabad, at three minutes past four, in the evening with Mr. Acting Chairman (Mr. Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا
اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

ترجمہ: اے کافرو! آج بہانے نہ بناؤ تمہیں وہی بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے۔اے ایمان والو اللہ کے سامنے خاص توبہ کرو، کچھ بعید نہیں کہ تمہارا رب تم سے تمہارے گناہ دور کر دے اور تمہیں بہشتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ جس دن اللہ اپنے نبی ﷺ کو اور ان کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے رسوا نہیں کرے گا۔ ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہو گا وہ کہہ رہے ہوں گے اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارا نور پورا کر اور ہمیں بخش دے۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

سورۃ التحریم (آیات 7تا8)

Fateha

جناب قائم مقام چیئرمین: جزاک اللہ- حاجی عدیل صاحب! سینیٹر نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی صاحب انتقال کر گئے ہیں، پہلے ان کے لیے دعا کرتے ہیں، پھر resolution لے آتے ہیں- دعا کر لیجیئے-

(اس موقع پر ایوان میں سینیٹر نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی صاحب کے لیے فاتحہ پڑھی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: نیر بخاری صاحب resolution پڑھ لیجیئے-

Condolence Resolution

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the House): This is a condolence resolution sir. Am I allowed to read?

Mr. Acting Chairman: Yes please.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: This House expresses its profound grief and shock on the sad demise of Ex-Senator Nawabzada Jehangir Shah Jogezai. Late Senator Nawabzada Jehangir Shah Jogezai was a seasoned parliamentarian. He remained as member of the Senate from Province of Balochistan from 1985 to 1991. He held various executive, judicial and secretarial posts. He took active part in the pre-partition politics in Balochistan and his contribution in mobilizing and motivating public opinion in favour of Pakistan remained unquestioned.

He made useful contribution to the discussion in Senate, services rendered by him would long be remembered. We pray to Almighty Allah to shower his infinite blessings on the departed soul. May his soul rest in eternal peace and May God give his family strength and fortitude to bear this irreparable loss.

A copy of this resolution may be sent to the bereaved family.

Mr. Acting Chairman: I think it is an agreed resolution.

حاجی صاحب اگر میں چھٹیاں پہلے پڑھ لوں۔ پہلے چھٹیاں ہو جائیں، سرکاری کارروائی مکمل ہو جائے۔ بعد میں اگر چھٹی ہوتی ہے تو پھر دیکھا جائے گا۔ Long leave بھی زندگی کا حصہ ہے اور LPR بھی زندگی کا حصہ ہے۔پہلے میں چھٹیاں پڑھ لوں۔

Leave of Absence

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا محمد صالح شاہ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 75ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۷ دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ الماس پروین صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 75ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۲ دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب گل محمد لاٹ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 75ویں اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے گزشتہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: ملک صلاح الدین ڈوگر صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: حاجی غلام علی صاحب ملک سے باہر ہونے کے باعث گزشتہ 74ویں اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے 74ویں اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سید ساجد حسین زیدی صاحب ناسازی طبیعت کی بنا پرمورخہ ۹ دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب کاظم خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۹ دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: حاجی عدیل صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 75ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۷ دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ گلشن سعید صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 75ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۷ دسمبر کو اور موجودہ اجلاس کے دوران مورخہ ۹ دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکی تھیں۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ عافیہ ضیا صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۹ دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکی تھیں۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب محمد ہمایوں خان مندوخیل صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۹ اور ۱۲ دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب سلیم سیف اللہ خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ ۲۱ دسمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی حاجی عدیل صاحب you are on a point of order. اگر آپ کا urgent nature کا ہے تو بتائیں۔ ایک ہی چیز ہے یا کوئی علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ حاجی صاحب Article 6 کا حوالہ دے رہے تھے وہ تو بہت ہی important ہے باقی دوسری چیزیں بعد میں آتی رہیں گی۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں مشکور ہوں۔ آپ کو پتا ہے ہم سب نے بڑی جدوجہد کی ہے، بار بار ہم نے کوششیں کی ہیں کہ اس ملک میں جو بار بار مارشل لا آئے ہیں وہ ہٹیں اور جمہوری عمل شروع ہو۔ بڑی مشکل سے تین سوا تین سال ہوئے ہیں یہ عمل شروع ہوا ہے لیکن آج مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے کہ اس شہر میں جو کہ Capital ہے ایسے جلوس نکالے گئے ہیں اور نکالے جا رہے ہیں اور وہ گاڑیوں کے جلوس ہیں، کہیں چالیس گاڑیاں ہیں اور کہیں بیس گاڑیاں ہیں اور ان پر بڑے بڑے پوسٹر لگے ہوئے ہیں، ٹریفک پولیس ان کی مدد کر رہی ہے اور سی ڈی اے والوں نے ان کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنے پوسٹر electric poles پر لگائیں۔ یہ کوئی انجمن امن کمیٹی بین المذاہب ہے اس کے اشتہاروں پر ہمارے چیف آف آرمی سٹاف کی تصاویر ہیں اور لکھا ہوا ہے کہ "پاکستانی افواج قدم بڑھاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں" اور پھر نیچے لکھا ہوا ہے قوم کی مجبوری ہے، کیانی کو لانا ضروری ہے۔ جناب والا، یہ تو کھلم کھلا دارالخلافہ میں آئین کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ ایک جمہوری حکومت کے خلاف کھلم کھلا سازش کی جا رہی ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سازش پاکستان کی فوج اور پاکستان کے چیف آف آرمی سٹاف کے خلاف بھی کی جا رہی ہے اور اس وقت پاکستان کی فوج پاکستان کی سرحدوں کی حفاظت کر رہی ہے، ان کے لوگ شہید ہو رہے ہیں اور کچھ لوگ ہیں جو ایک ایسا نعرہ لگا رہے ہیں، مجھے نہیں پتا کہ ان کو کس کی آشیرباد حاصل ہے، کیا آبپارہ والوں کی، یا جی ایچ کیو کی آشیرباد حاصل ہے یا جو آبپارہ اور جی ایچ کیو راولپنڈی کے دشمن ہیں ان کی آشیرباد حاصل ہے۔ جناب والا، ہمارا آئین بڑے واضح طور پر یہ کہتا ہے اور Article 5 and 6 کو پڑھا جائے تو اس میں بڑا واضح لکھا ہوا ہے کہ ہر شخص اس آئین کا پابند ہے

جو اس ملک میں ہو گا یا اس ملک میں رہے گا اور جو یہ کوشش کرے یا جو کوئی کوشش کرے گا کہ اس ملک میں بغاوت کی جائے یا فوج کو کہا جائے کہ آپ آئیں اور آپ کی ہمیں ضرورت ہے تو یہ کیا بات ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں قائد ایوان بیٹھے ہیں، وزیر قانون صاحب بھی بیٹھے ہیں وہ ہمیں بتائیں کہ یہ کون لوگ ہیں، ان کو کس نے اجازت دی ہے کہ پاکستان کی جمہوری حکومت کے خلاف جلوس نکالیں اور پاکستان کی فوج کے سربراہ کا نام استعمال کریں اور ہماری فوج جو اس وقت قربانیاں دے رہی ہے اس کو کہہ رہے ہیں کہ قدم بڑھاؤ کیونکہ آپ کی ہمیں ضرورت ہے آخر یہ کیا ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم نے آنکھیں بند کر لی ہیں، ہم نے اپنے کان اگر بند کر دیے ہیں، اس حکومت نے اگر اپنے کان بند کر دیے ہیں تو یہ مناسب نہیں ہے بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ فوج کے خلاف بھی ایک سازش ہے۔ فوج اور جمہوری حکومت کے درمیان ایک رخنہ پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ خود چیف جسٹس صاحب نے بھی کہا ہے کہ فوج حکومت کا صرف جائز حکم مانے گی، جو حکم حکومت دے گی تو میں نہیں سمجھتا کہ اس پر حکومت کیوں خاموش ہے اور حکومت کو چاہیے کہ ایوان کو بتائے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ حسیب صاحب! آپ بھی اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔ احمد علی صاحب! Article 6 سے بھی آپ کی بات ضروری ہے۔

سینیٹر احمد علی: یہ بھی بہت ہی ضروری ہے۔ بڑا اہم معاملہ ہے اس پر بھی بات کرنے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ جو بات حاجی صاحب نے کی ہے وہ بڑی اہم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس NGO کو ban کیا جائے اور ان لوگوں کو گرفتار کیا جائے۔ وزیر قانون یہاں موجود ہیں، قائد ایوان بخاری صاحب یہاں موجود ہیں یہ اس چیز کو صحیح طریقے سے کیوں نہیں دیکھ رہے۔ قانون کی بات ہے، آئین کی بات ہے، آپ کے آئین کی مخالفت ہو رہی ہے ایسی انجمنوں یا این جی اوز کو بند کر دینا چاہیے اور ان کے لوگوں کو گرفتار کیا جائے۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ آپ ہر ایک کو چھوڑ دیں اور اس کی جو مرضی ہے وہ کرتا پھرے۔ آئین کی مخالفت کرنے والے اور آئین کے توڑنے والوں کو آپ گرفتار نہیں کرتے تو ہمارے ملک میں پھر کیا ہو گا؟ میں یہ کہتا ہوں after all ان کو ban کیا جائے اور ان لوگوں کو گرفتار کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں تو قائد ایوان سے پوچھوں گا- بخاری صاحب we need your input on it. جی-

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: شکریہ جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی اور یہ ہمارے اتحادی ہیں ہم تو آئین اور قانون کی بالادستی پر یقین رکھتے ہیں اور ہم اس ملک میں جمہوری نظام اور جمہوری عمل چاہتے ہیں- جیسا کہ معزز رکن نے point out کیا تو we can have a report from the local administration as to who has taken out this procession and who are the people behind it, what is their object. We can have report and we can submit before this House.

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ- ابھی ایسے کرتے ہیں تھوڑا ایجنڈا کر لیتے ہیں- احمد علی صاحب! آپ کا مسئلہ اتنا ضروری ہے جی- باری باری بات کریں-

سینیٹر حاجی محمد عدیل: قائد ایوان اور وزیر قانون ہمیں بتائیں کہ وہ کیا action لیں گے-

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ کل تک آپ کو بتا دیں گے let him get back to you.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: بات یہ ہے کہ آپ نے ایک issue raise کیا ہے we have taken notice of it certainly we will ask the local administration what's going on and certainly we will come before this House. کہ ہمیں بتایا جائے تو پھر ہی بتا سکتا ہوں- آپ دیکھیں جی and certainly we will proceed in accordance with the law.

جناب قائم مقام چیئرمین: صحیح ہے we are hopeful you will be able to do it by Friday. احمد علی صاحب! دو منٹ تشریف رکھیں- حاجی صاحب آپ نے بات کر لی ہے آپ تشریف رکھیں- احمد علی صاحب! آپ کا کیا حکم ہے بتائیں-

سینیٹر احمد علی: جناب! میری صرف عرض ہے کہ آج سے نو یا دس مہینے پہلے ہم نے State Bank کے بارے میں ایک law pass کیا تھا جس میں کچھ amendments ڈالیں۔ آج تک اس law کے لیے joint session نہیں بلایا گیا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ سینیٹ کو کیوں ignore کیا جارہا ہے۔ آج وہ State Bank ویسے ہی کھڑا ہے، ویسے ہی directors بیٹھے ہیں۔ ہمیں اتنی محنت کرنے کی ضرورت کیا ہے اگر ہم نے یہ سب کچھ اس طرح لے جا کر وہاں پھنسا دینا ہے۔ بھئی اس میں director بدلنے کی بات ہوئی تھی، وہاں لوگوں کے interest clash ہونے کی بات ہوئی تھی، ملک کے State Bank کی autonomy کی بات ہوئی تھی، وہ Bill دس مہینوں سے پڑا ہے چونکہ joint session نہیں آرہا۔ Law Minister *sahib* مجھے بتائیں کہ کیا مسئلہ ہے، کیوں joint session روکے رکھا ہوا ہے؟ آپ کیوں نہیں joint session بلاتے؟ مجھے جواب چاہیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: حسیب خان! آپ بھی اسی سلسلے میں بات کرنا چاہ رہے ہیں؟

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب! میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پوائنٹ آف آرڈر کا time نہیں ہے۔ Agenda پر بھی آئیں نا۔ اگر آپ چھوڑیں تو اس agenda کے بعد رات عشاء تک ہم ادھر ہیں، کہیں نہیں جانے لگے۔ عشاء تک بیٹھ کر یہ چیزیں نمٹائیں گے۔ جی بخاری صاحب! آپ جواب دیں گے۔ یہاں ladies آئی ہیں وہ بھی سننا چاہتی ہیں کہ ہم لوگوں نے ان کے لیے کیا کیا ہے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, An issue has been raised by the honourable Senator Ahmed Ali *sahib*. No doubt, this was a Bill passed by the National Assembly and transmitted to the Senate. Senate passed that Bill with certain amendments and it was sent back to the House where it originated. Under Article 70, within a specified period it could not be passed.

The honourable Minister for Law and Parliamentary Affairs is here, I would have certainly asked him that a summary may be

moved for requisitioning over the joint session by the honourable President.

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے۔ ہم اگلے item کی طرف move کرتے ہیں۔ احمد علی صاحب! نئے آدمی کو تھوڑا موقع دیا کریں، ان کو سوچ لینے دیں۔ جی عبدالرحیم صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: میں انتہائی ادب کے ساتھ Chair سے احتجاج کرتا ہوں۔ میں مسلسل request کر رہا ہوں لیکن آپ بالکل نوٹس نہیں لیتے۔ جناب چیئرمین! آپ کو معلوم ہے کہ ہمارا صوبہ مجموعی طور پر غیر آباد ہے۔ ہمارے پانی کے ذرائع بہت کم ہیں یعنی پانی store نہیں کیا گیا ہے۔ دوسرا ہمارے ہاں غربت بہت ہے۔ جناب والا! ان حالات میں ہمیں بجلی پر subsidy دی گئی تھی۔ اس سے کچھ گزر اوقات ہوتی تھی لیکن اب وہ subsidy بھی ختم کر دی گئی ہے۔ ہماری request ہے کہ ہمارے لیے یہ subsidy بحال کی جائے۔ آپ زیادہ جانتے ہیں کہ ہمارے ہاں پانی اور بجلی کی position کیا ہے تو ہماری request ہے کہ subsidy بحال کی جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ آپ call attention notice بھی دے دیں تا کہ ہم نوید قمر صاحب سے پوچھ لیں۔ نوید قمر صاحب کو بلاتے ہیں تا کہ وہ اس کا جواب دیں۔ ابھی ہم agenda پر آتے ہیں۔ حسیب صاحب! آپ کی باری بھی آجائے گی، تھوڑا صبر کریں۔ کراچی سے آئے ہیں، اتنی دور سے آئے ہیں تو عشاء تک بیٹھ جائیں۔

We move to Item No.2, Col. Tahir Mashhadi *sahib*.

LEGISLATIVE BUSINESS

The Pakistan Penal Code (Amendment) Bill, 2011

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman. I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 [The Pakistan Penal Code (Amendment) Bill, 2011].

Mr. Acting Chairman: Is it opposed?

(Not opposed)

Mr. Acting Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The motion is carried and the leave to introduce the Bill is granted. Col. Tahir Mashhadi *sahib*, please move Item No.3.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I introduce the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 [The Pakistan Penal Code (Amendment) Bill, 2011].

Mr. Acting Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, my request is that this Bill is of utmost importance.

یہ بل deal کرتا ہے ایک عجیب قسم کی چیز کو جو ہماری society میں گھس آئی ہے۔ ہم mentally retarded ہوگئے ہیں یا ہم لوگ اپنے morals اور اپنے customs and religion سب بھول گئے ہیں۔ Dead bodies کے ساتھ بے حرمتی ہورہی ہے اور اس میں آج کل خاصا اضافہ ہورہا ہے۔ اس کے علاوہ desecration of young women' bodies in and out of the graves, taken out of the graves ہورہی ہے۔ اس کے بعد یہ bodies بِک رہی ہیں، بچوں کی لاشیں بِک رہی ہیں اور ان کو dig out کیا جارہا ہے۔ ہر طرح سے یہ چیز repulsive ہے ہماری society اور ہمارے لوگوں میں and it is a matter of grave concern. میری یہ request ہے کہ پاکستانی عوام کے ساتھ سینیٹ یہ مہربانی آج کرے، آج ہم اپنے پاکستانی عوام کو دکھا دیں کہ ہم اس قسم کی چیز کو برداشت نہیں کریں گے اور جلد از جلد اس قانون کو pass کیا جائے۔ یہ جو بے ہودہ قسم کے درندے ہیں، ان کو ایسی عبرتناک سزا ملے کہ وہ اس قسم کی بے حرمتی کا تصور بھی نہ کرسکیں۔ عورتوں اور بچوں کے ساتھ تو اس طرح کے معاملات ہوتے تھے لیکن اب یہ تو ہماری لاشوں کے ساتھ، ہماری عورتوں اور بچوں کی لاشوں کے ساتھ اس قسم کی چیزیں شروع ہوگئی ہیں۔

میں یہ request کروں گا کہ اس Bill کو pass کیا جائے۔ کمیٹی میں تو اس کو خواہ مخواہ delay کیا جائے گا۔ اس معاملے پر پورا پاکستان ایک ہے، پورا سینیٹ ایک ہے اور مجھے سو فی صد یقین ہے کہ کوئی آدمی oppose نہیں کرے گا اگر اس Bill کو آج pass کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کمیٹی سے آنے دیں۔ کمیٹی اس کا باریکی سے جائزہ لے گی۔ تھوڑا اس پر کام ہونے دیں۔ جنوری کے اجلاس میں انشاء اللہ آجائے گا۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب! اگر رائے لے لیں، House سے consensus لے لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: طاہر مشہدی صاحب! میرے خیال سے consensus آجائے گا۔ Let it go through a process.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I don't think any human being can possibly oppose this. This matter should not be delayed. Justice delayed is justice denied اور یہی deny کرنے والی بات ہے۔ پاکستان میں تو daily ایسی چیزیں ہو رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی جب تک ہم کوئی step نہیں لیتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیں آپ procedure کو complete ہونے دیں۔ I think the House is with you. اس میں تو کسی کو کوئی شک نہیں ہے۔ جنوری میں انشاء اللہ وہ سارا آجائے گا۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: چیئرمین صاحب! وزیرِ قانون سے پوچھ لیں وہ کیا چاہتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ یہی چاہتے ہیں کہ کارروائی مکمل کی جائے۔ مجھے تو خوشی ہو گی اگر منسٹر اس کو official Bill کی حیثیت سے پیش کریں۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: پورا پاکستان رو رہا ہے کہ کوئی اچھا قانون آجائے، بچوں اور عورتوں کی حفاظت کے لیے، ہمارے مرے ہوئے لوگوں کے لیے، ہمارے بزرگ جو قبروں میں ہیں، ان کے لیے کوئی قانون آجائے۔ پورے کا پورا پاکستان اس انتظار میں ہے۔

Mr. Acting Chairman: We are with you, the House is with you.

مولا بخش صاحب یہی کہہ رہے ہیں کہ کمیٹی کے ذریعے ہم اس کو official form میں انشاء اللہ لے آئیں گے۔

We may now take up Item No.4. Mr. S.M. Zafar may move Item No.4.

Senator S. M. Zafar: Mr. Chairman, Leader of the House has made a request that on account of some other Bills, it may be deferred. I have no objection.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! اس بل کو defer کر دیا جائے تو we can have a discussion with them. اس بل کو defer کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ایس ایم ظفر صاحب! آپ بات کر لیں۔

Senator S. M. Zafar: I have no objection to the deference.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ڈاکٹر مالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! میں اس سلسلے میں تھوڑی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ We strongly oppose this Bill because the 18th Amendment was a unanimous agreement between the provinces. Zafar *sahib* is also a signatory to that agreement. Now he is violating that agreement. میری ایس ایم ظفر صاحب سے request ہے کہ خدا کے لیے اٹھارھویں ترمیم کو نہ چھیڑیں کیونکہ اس کے بڑے خطرناک repercussions آئیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میں ایس ایم ظفر صاحب کا بہت احترام کرتا ہوں، اس کے باوجود وہ جو موضوع لے کر آئے ہیں کہ آئین میں amendment اور وہ بھی تعلیم کے حوالے سے، جناب والا! اس کی کافی تفصیلات ہیں، میں اس سے مکمل اختلاف کرتا ہوں۔ اس

میں مجموعی طور پر ہماری تعلیم کو ختم کیا گیا ہے اور اس میں ہمارے اپنے ملک کی جو تاریخ ہے، اپنی society ہے، اس کے معاشی حالات ہیں، اس کے social حالات ہیں، ان کے مطابق تو ہمیں کبھی بھی کوئی curriculum نہیں دیا گیا ہے۔ جناب والا! اٹھارھویں ترمیم میں جب سب پارٹیاں متفق ہو گئیں، پاکستان کی پارلیمنٹ متفق ہو گئی، عوام متفق ہو گئے۔ اب وہ پھر بیٹھ گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں ترمیم کریں۔ میں اس پر ڈاکٹر مالک صاحب کی مکمل تائید کرتا ہوں اور ہم درخواست کریں گے کہ چھوڑ دیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بالکل۔ حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! اٹھارھویں ترمیم pass ہوئی تھی اور ہم نے بھی دستخط کیے ہیں، محترم ایس ایم ظفر صاحب اور ان کی پارٹی نے بھی دستخط کیے ہیں۔ ہم ان سے استدعا کرتے ہیں کہ یہ Bill واپس لے لیں، ہم اس کو support نہیں کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ایس ایم ظفر صاحب جو mover ہیں وہ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر ایس ایم ظفر: جناب والا! تمام ممبران جنہوں نے یہ بات کہی کہ میں بھی اس کمیٹی کا ممبر تھا، یہ بات درست ہے، یہ بھی درست ہے کہ اٹھارھویں ترمیم کے Bill پر میرے بھی دستخط موجود ہیں لیکن ہم عقلِ کل نہیں تھے اور آپ کو یاد ہو گا جب میں نے سینیٹ میں تقریر کی تھی، میں نے یہ کہا تھا کہ ہم نے اتفاقِ رائے سے ایک Constitutional Amendment Bill بنایا ہے، جس کی وجہ یہ تھی کہ کچھ لینا اور کچھ دینا کے اصول کے تحت اور آپس میں صلح و صفائی کے ساتھ آگے بڑھنے کے لیے اٹھارھویں ترمیم میں ترمیم کی گئی ہے۔ اگر ہم سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو اس کی درستی کرنا کوئی عجب بات نہیں ہے۔ کوئی بھی دنیا میں عقلِ کُل نہیں ہوتا۔ تعلیم ایک اہم شعبہ ہے اور اس میں خاص کر curriculum اور دوسرے issues ہر ملک میں ہمیشہ curriculum is always a federal subject. اب ہم نے جو amendment move کی ہے، وہ amendment مختصراً یہ ہے کہ اس میں صوبے بھی اور وفاق دونوں قانون بنا سکتے ہیں۔ میری گزارش ہو گی کہ اس مسئلے کو کمیٹی کے پاس بھیج دیں، کمیٹی دوبارہ غور کر لے گی کہ کیا صورت حال ہو گی اور اس کے مطابق ہم وہاں پر پھر مل جل کر فیصلہ کر لیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: حسیب خان صاحب۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب چیئرمین! بہت اچھی بات تو یہ ہوئی ہے کہ اٹھارھویں ترمیم آئی ہے، اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن جیسا ابھی کہا گیا کہ یہ کوئی صحیفہ آسمانی نہیں ہے، اس میں بہت سی غلطیاں ہیں، ان کو سدھارنے کی ضرورت ہے، سدھارنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ اس سے باہر نکل رہے ہیں اور آپ اٹھارھویں ترمیم کو condemn کر رہے ہیں۔ آپ اس میں دیکھیں گے تو تعلیم اور صحت کے شعبوں میں بربادی کی انتہا ہے، اس کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں وقتاً فوقتاً اس قسم کے Bill کو in the larger interest of the public of Pakistan entertain کرنا چاہیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ Bill کو entertain تو کر رہے ہیں۔ جی افراسیاب خان صاحب۔

سینیٹر افراسیاب خٹک: جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اٹھارھویں ترمیم کے اتفاقِ رائے سے منظور ہونے کے بعد اس کے خلاف کافی سازشیں ہوتی رہی ہیں، اس کی implementation کے خلاف سازشیں ہوتی رہی ہیں اور ایسے معلوم ہوتا ہے کہ مفاد پرست حلقے پوری طرح متحرک ہیں۔ جناب والا! ابھی چند مہینے نہیں گزرے اور یہ کہنا کہ غلطیاں ہوئی ہیں، آپ کے پاس کیا empirical data ہے؟ آپ کے پاس کیا معلومات ہیں کہ غلطیاں ہوئی ہیں؟ میں خصوصاً تعلیم کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ state building and nation building کے دو models ہیں، ایک colonial model ہے، سنگین کے زور پر قومیں اور مملکتیں بنانا، طاقت سے مملکتیں بنانا، یہ انگریزوں نے بھی کیا تھا اور ہمارے غاصب حکمرانوں نے بھی کر کے دیکھ لیا ہے، جس کے نتیجے میں پاکستان دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔ جناب والا! یہ جو اختیارات منتقل ہوئے ہیں، یہ پڑوسی ملکوں کو منتقل نہیں ہوئے ہیں، یہ پاکستان کے صوبوں کو منتقل ہوئے ہیں۔ آپ اندازہ کریں کہ جب مشرقی پاکستان والے علیحدہ ہو رہے تھے تو وہ اس وجہ سے علیحدہ نہیں ہوئے تھے کہ انہوں نے الگ curriculum پڑھا تھا اور ان کا دماغ خراب ہو گیا تھا۔ وہ ایک ایسے curriculum سے نفرت کرتے تھے جس میں ان کا کوئی ذکر نہیں تھا، وہ ایک ایسے centralized curriculum کے خلاف تھے۔ جناب والا! آج جو کچھ بلوچستان میں ہو رہا ہے کیا وہاں پر علیحدہ curriculum ہے جسے پڑھ کر لوگوں میں بیگانگی پیدا ہوئی ہے یا یہ ایک غاصبانہ نظام ہے جو ان پر مسلط ہے؟ اب ایک جمہوری نظام

ہے، ہم چاہتے ہیں کہ state building and nation building کا ایک جمہوری model آئے تاکہ consensus کے ساتھ conclusive طریقے سے state building and nation building ہو اور جو پرانا model تھا، اس کے بارے میں حبیب جالب نے یہی کہا تھا کہ

محبت گولیوں سے بو رہے ہو
وطن کا چہرہ خون سے دھو رہے ہو
گماں تم کو کہ رستہ کٹ رہا ہے
یقیں مجھ کو کہ منزل کھو رہے ہو

خدا کے لیے اب اُس راستے کو جانے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں بڑے ادب اور احترام سے اپنے سب ساتھیوں سے یہ بات کہوں گا کہ بلاشبہ اٹھارھویں ترمیم اتفاقِ رائے سے منظور ہوئی ہے۔ جیسے میرے محترم بھائی ایس ایم ظفر صاحب نے کہا کہ ہر طرف سے کچھ نہ کچھ give and take ہوا ہے اور یہ ناگزیر ہوا کرتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ میرا تو note of dissent بھی موجود ہے اور اس میں اس issue پر بھی بات کی ہے لیکن اس کے باوجود میں یہ بات کہوں گا کہ ہم جس نازک دور سے گزر رہے ہیں، اس میں consensus پیدا کرنا ضروری ہے۔ کوئی چیز حرفِ آخر نہیں ہے، آخر اٹھارھویں ترمیم کے بعد آپ 19th Amendment بھی لے کر آئے ہیں۔ دلائل ہر طرف سے دیے جا سکتے ہیں لیکن ہمیں تصادم کی فضا نہیں بنانی چاہیے اور میں Leader of the House کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں کہ ایوان میں لانے سے پہلے اگر ہم سب مل کر، بات چیت کر کے، کسی بات پر اتفاق پیدا کر سکیں تو یہ بہتر ہے ورنہ پھر یہ چیز divisive ہو جائے گی اور اسی بنا پر ہم نے اس وقت بھی زیادہ اصرار نہیں کیا تھا اور اب بھی ہم چاہیں گے کہ یہ space open رہے لیکن کوئی چیز کسی پر مسلط نہیں ہو گی اور رہا معاملہ colonial model کا اور قوت کا تو وہ colonial model اور قوت کا استعمال، گولیوں کی سرکار وہ مرکز میں بھی ہو سکتی ہے، صوبوں میں بھی ہو سکتی ہے، اس لیے اسے یہ کہنا صحیح نہیں ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ ہم جو چیز قبول کریں، اختیار کریں خاص طور پر ایسے معاملات پر، ان پر

پہلے افہام و تفہیم سے consensus build کر لیں پھر لائیں ورنہ بہتر یہ ہے کہ جس چیز پر ماضی میں اتفاقِ رائے ہو گیا ہے، ہم اس پر تذبذب نہ کریں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کاکڑ صاحب۔ میں رضا ربانی صاحب کو جلدی میں نہیں بولنے دوں گا۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: شکریہ جناب چیئرمین! پڑھے لکھے لوگوں کی amendment ہے۔ بصد احترام عرض یہ ہے کہ ابھی تو 18th Amendment کی سیاہی بھی خشک نہیں ہوئی ہے، ابھی تک تو چھوٹے صوبوں، خاص کر بلوچستان، خیبر پختونخوا اور سندھ کے آنسو بھی خشک نہیں ہوئے ہیں۔ ابھی تک تو آئین کو سمجھا ہی نہیں گیا ہے۔ شاید ابھی تک اس کی اردو translation بھی نہیں آئی ہے، ابھی تک تو اس کے سیاق و سباق کے حوالے سے عدالتوں نے اس کی جو interpretation کرنی تھی یا ہماری civil society and human rights والے یا مختلف political parties والے ہیں، political parties خصوصاً میں کہوں گا کہ اسلامی جماعتوں نے اپنے سینے پر پتھر رکھ کر ان amendments کو accept کیا تھا۔ چونسٹھ سالوں سے تو اسلامی دفعات کو اور اسلامی ترامیم کو اس لیے accept نہیں کیا جارہا تھا کہ ملک backward ہو جائے گا، صرف نام کے ساتھ ہی اسلامی جمہوریہ پاکستان لکھنے دیں، اگر آگے بڑھیں گے تو پھر قیامت آجائے گی۔ اب جو کچھ ہوا ہے، بصد احترام عرض ہے کہ پہلے بھی چھوٹے صوبوں میں احساسِ محرومی ہے بلکہ میں اس ایوان کے ہر ممبر کو challenge کرتا ہوں کہ وہ اپنی گاڑی میں کوئٹہ سے بیٹھ کر کراچی تک سفر کر کے تو دکھائے، کوئٹہ سے بیٹھ کر تربت تک سفر کر کے دکھائے۔ جناب والا! لوگوں کا احساسِ محرومی اپنے انتہا پر پہنچا ہوا ہے۔ ہمارے عوام سیاسی پارٹیوں اور سیاسی لیڈروں سے بدگمان ہو چکے ہیں کہ یہ لیڈر وہاں جا کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ خدارا! ہمارے مسئلے کو سمجھیں، ملک کی unity کی بات جنہوں نے کی ہے کہ different syllabus and curriculum will divide the nation and will be a negation of the concept of equal treatment of citizens of Pakistan..

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ تفصیل میں نہ جائیں، ابھی تک تو یہ پیش ہی نہیں ہوا ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: جناب والا! اس کو یہیں پر ٹھپ کر دیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ سیمیں صدیقی صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: شکریہ جناب، دنیا میں education and health federal subject ہوتا ہے۔ اگر 18th Amendment میں کوئی ترمیم بہتری کے لیے کی جائے تو اس کو اختلافی مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔ میرا اپنا خیال ہے کہ ایس ایم ظفر صاحب نے اس پر note of dissent بھی لکھا تھا۔ یہاں پر اس کو اتنا controversial کیوں بنایا جا رہا ہے۔ پوری اٹھارھویں آئینی ترمیم کو ختم کرنے کی تو کوئی بات نہیں ہو رہی ہے۔ اس میں جہاں جہاں کمزوریاں سامنے آتی جائیں گی، جیسے جیسے وقت گزرے گا تو اس میں ترمیم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس بل پر ہاؤس میں debate ہونی چاہیے۔ اس وقت تو انیس ممبران نے اپنی رائے دی تھی۔ اب اس پر آپ پورے ہاؤس سے consensus لیں اور اس کے بعد اس میں یہ ترمیم کریں۔ میں سمجھتی ہوں اس پر debate ہونی چاہیے ورنہ جو اس بل میں لکھا ہوا ہے کہ قوم بٹ جائے گی وہ hundred per cent صحیح ہے کیونکہ دنیا کے کسی ملک میں education صوبائی مسئلہ نہیں ہوتا۔ آپ محرومی کی بات کرتے ہیں، پہلے تو آپ quota system abolish کریں۔ اس سے بھی کئی صوبوں میں محرومی پیدا ہو رہی ہے۔ اس کی طرف کیوں توجہ نہیں دی جاتی؟ بس مجھے اتنا ہی کہنا ہے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you, Raza Rabbani *Sahib*, please take the floor.

میرا خیال ہے اب تھوڑا آگے بڑھتے ہیں۔ جب پتا ہے کہ two third majority حاصل کرنا ناممکن ہے تو پھر کیوں ہم اس matter کو take up کریں اور اتنا وقت ضائع کریں۔ مولانا شیرانی صاحب! ایک منٹ، رضا ربانی صاحب بات کر لیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! سب سے پہلے تو میں یہ بات عرض کرنا چاہوں گا اور تسلیم کروں گا کہ پارلیمان بالادست ہے۔ پاکستان کے آئین کے تحت قانون اور آئین کے اندر تبدیلی کے تمام اختیارات پارلیمان کے پاس موجود ہیں لہٰذا اگر اتفاق رائے سے یا in both Houses, 2/3rd majority کے ذریعے پارلیمان، آئین کے اندر کوئی تبدیلی کرنا چاہتی ہے یا کرتی ہے تو وہ اس کا حق ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں موجودہ سیاسی صورت حال کو اور اس کے ساتھ

ساتھ وفاق کے اندر اور وفاق اور اکائیوں کے درمیان اس وقت جو ایک polarization پائی جاتی ہے، جو ایک trust deficit پایا جاتا ہے اس کو ضرور مد نظر رکھنا ہے۔

جناب چیئرمین! اٹھارھویں ترمیم اس لیے معرض وجود میں آئی کہ پاکستان کی تمام سیاسی قوتوں نے اس بات کو سمجھ لیا تھا کہ اگر ایک نیا covenant وفاق اور اکائیوں کے درمیان طے نہ پایا تو وفاق کا وجود شاید خود خطرے میں پڑ جائے that is why all democratic and political forces rose above party consideration اور جناب چیئرمین! اٹھارھویں ترمیم صوبائی خود مختاری کے مسئلے پر کوئی آخری قدم نہیں تھا لیکن آج مجھے اس ایوان میں یہ بات کہنے دیں کہ اٹھارھویں ترمیم کا consensus on provincial autonomy bear minimum پر ہوا تھا کیونکہ چھوٹے صوبے جن کو اسلام آباد نے usurp کیا ہوا تھا، ان کی demand صرف اور صرف چار subject تھے لہذا جو سفر انہوں نے طے کیا وہ اس سفر سے کہیں زیادہ ہے اور وہ جو اسلام آباد کی central forces کو آج گراں گزر رہا ہے۔

جناب! جہاں تک education کا تعلق ہے، education کو پہلے دن سے وفاق نے usurp کیا ہوا تھا کیونکہ education نہ Concurrent List کے اندر موجود تھی نہ یہ Federal Legislative List کے اندر موجود تھی۔ یہ residuary تھی اور تمام residuary powers صوبوں کے پاس منتقل ہو چکی تھیں لیکن اسلام آباد نے اپنے hegemonic طریقہ کار سے جس طرح 73ء کا آئین مسخ کیا، 73ء کے آئین کی خود مختاری کی تمام شقوں اور articles کو misrepresent کیا اسی طرح education کو بھی انہوں نے usurp کر لیا تھا۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ کونسی قیامت آجائے گی۔ ہمیں ایک mindset کو change کرنا پڑے گا اور وہ یہ کہ

Islamabad is more loyal, more patriotic than Karachi, Lahore, Peshawar and Quetta. I am not ready to subscribe to this, Mr. Chairman.

ہمیں اس بات کو بھی ماننا پڑے گا کہ جو تلخ حقیقت ہے اس کو تسلیم کرنا چاہیے۔ جب سے پاکستان کو ایک garrison state یا national security state بنایا گیا اس وقت سے اسلام آباد سے حکمرانوں نے پاکستان کو مسخ کر کے پیش کیا۔ اگر پاکستان کی صحیح تاریخ کو پیش کیا جائے،

پاکستان کی جہدوجہد کو پیش کیا جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی صوبہ اس پر اختلاف کرے گا۔ ہاں پنجاب کی تاریخ میں اگر رنجیت سنگھ کا ذکر ہے اور اس کا ایک تاریخی کردار رہا ہے تو پھر کونسی قیامت آ جائے گی اگر پنجاب کے نصاب کے اندر رنجیت سنگھ کی تاریخی جدوجہد کو mention کیا جائے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اگر ہم تاریخی حقائق سے پیچھے چلے جائیں اور ایک fantasy world کے اندر رہنے کی کوشش کریں تو ہم کوئی عجیب چیز کر سکیں گے۔ موجودہ سسٹم کے اندر curriculum کے لیے بہت سی چیزیں موجود ہیں۔ Chairmen of the Boards کی کمیٹی موجود ہے جو ہر تین مہینے کے بعد اجلاس منعقد کرتی ہے۔ اگر نصاب کے اندر کوئی زیادہ variation ہو رہی ہے تو وہ Committee notice لے سکتی ہے۔ Inter-Provincial Committee notice لے سکتی ہے۔ جب میں Inter-provincial Minister تھا اس وقت یہ تجویز زیر غور تھی اور یقینی طور پر اس کو عملی جامہ پہنایا جائے گا کہ Education Ministers کی ہر تین مہینے کے بعد conference کی جائے یا ہر چھ ماہ کے بعد conference کی جائے۔ اگر یہ تمام چیزیں فیل ہو جاتی ہیں تو پھر Article 153 and 154 کے تحت Council of Common Interests موجود ہے۔ اگر کسی صوبے کو یا وفاق کو کسی چیز پر اعتراض ہے تو وہ اس کو وہاں لے جا سکتا ہے۔

مجھے ظفر صاحب کا نہایت احترام ہے۔ وہ میرے استاد بھی ہیں، میرے بزرگ بھی ہیں لیکن میں یہاں پر یہ بات اس لئے کہنے پر مجبور ہوا ہوں کہ ظفر صاحب نے ایک بات کی۔ ان کے ساتھ تو ہم بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں لیکن یہاں اسلام آباد کے اندر bureaucracy کے اندر vested interest اور political forces کے اندر vested interest یہ نہیں چاہتا کہ اٹھارھویں ترمیم کو اور devolution کو پایہء تکمیل تک پہنچایا جائے لہٰذا حیلے بہانے بنا کر اس devolutionary process کو roll back کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر devolutionary process کو role back کیا گیا تو یہ بہت خطرناک ہوگا، اتنا خطرناک ہوگا کہ شاید پھر تاریخ ہمیں معاف نہ کرے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ ایس ایم ظفر صاحب۔

سینیٹر ایس ایم ظفر: جناب والا! میاں رضا ربانی صاحب کی جذباتی تقریر میں نے سنی ہے، وہ اونچی آواز میں بہت کچھ فرما رہے تھے۔ مجھے ان کی تین، چار باتوں سے بہت سخت اختلاف ہے،

میں پہلے ان کا ذکر کرنا چاہوں گا۔انہوں نے نہ معلوم کیوں پوری پارلیمنٹ کو اسلام آباد بنا دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام آباد نے بہت سی چیزیں usurp کر لی ہیں، جبکہ کوئی قانون پارلیمنٹ بنانے کا حق رکھتی ہو۔ ہم نے صرف یہ بات کہی ہے کہ نصاب اور ایسے معاملات جو فیڈریشن کے پاس ہوتے ہیں وہ فیڈریشن کی پارلیمنٹ بنائے گی اور پارلیمنٹ کس چیز کا نام ہے یا پارلیمنٹ میں کون کون نہیں موجود، رضا ربانی صاحب نہیں موجود، ہمارے بہت سارے ممبران جنہوں نے اختلاف کیا، وہ سب نہیں موجود؟ اس سینیٹ میں تمام صوبے موجود ہیں ۔ قومی اسمبلی میں تمام ارکان موجود ہیں تو جب یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ چیزیں فیڈریشن پاس کرے گی تو میں نہیں سمجھتا کس طریقے سے یہ کہہ دیا گیا ہے کہ اسلام آباد کے حوالے کیا جا رہا ہے صوبوں کے اختیارات لیے جا رہے ہیں۔ صوبے ہر جگہ موجود ہیں، ہم سب صوبوں کی نمائندگی کرتے ہیں ۔ اس وجہ سے یہ کہنا بالکل غلط ہو گا۔

اس کے علاوہ یہ بات درست ہے، بار بار یہ تکرار کی گئی ہے کہ میں اس کمیٹی میں موجود تھا۔ میرا dissenting note جس کو reiteration note کہا جاتا ہے اس کو پڑھ کر دیکھ لیجیے ۔ میں نے اس میں بڑے واضح الفاظ میں یہ بات کہی تھی کہ یہ معاملات صوبوں کو نہ دیے جائیں کیونکہ ہمیشہ ایک consensus ہوتا ہے کہ کیا national سوچ ہو گی، قوم کی ایک اکٹھی کیا سوچ ہو گی؟ ہم اگر قوم کی اکٹھی سوچ کو ہٹا دینا چاہتے تو پھر بلاشک و شبہ مجھے بھی یہ کہنے دیں ، اس ایوان میں اگر سازش ہی کی کہانیاں بیان ہوئی ہیں کہ اٹھارھویں ترمیم کے خلاف سازش ہو رہی ہے تو میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ شاید ملک کی unity کے خلاف سازش ہو رہی ہے۔سازش کا جواب تو سازش سے ہی دیا جا سکتا ہے، یہ تو کوئی طریقہ کار نہیں ہے اور یہ جذباتی تقریر کر کے ایک اچھی ترمیم کو کمیٹی میں لانے کی مخالفت کرنا، آخر اس کمیٹی میں کون لوگ بیٹھے ہوں گے، وہی جنہوں نے اٹھارھویں ترمیم پاس کی ہے، انہی کو جا کر ہم نے سمجھانا ہے کہ آپ سے اور ہم سے غلطی ہو گئی ہے، غلطی تو سپریم کورٹ بھی مان جایا کرتی ہے ، وہاں بھی ہوتے ہیں، فیصلے ہوتے ہیں اور پھر فیصلوں کے بعد جج صاحبان کہتے ہیں کہ ہم سے یہ reviews غلطی ہو گئی ہے، اب ہم اس کی ترمیم کر رہے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ ترمیم کے لیے اور جس کو میں کہتا ہوں کہ بہتری کی ترمیم ہے، اس کو لے کر آنا سازش ہو جاتی ہے اور رکاوٹ بن جاتی ہے۔ میں میاں رضا ربانی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میرے لیے ذاتی احترام کا ذکر کیا لیکن مجھے ذاتی احترام نہیں چاہیے ، مجھے قومی مفاد چاہیے ۔ مجھے وہ چیز چاہیے جس پر قوم متفق ہو اور ایک اتفاق سے چل سکے۔ میں کیسے سوچ سکتا ہوں، وہ کہتے ہیں رنجیت سنگھ کا ذکر کر لیں، آپ بلاشک و شبہ رنجیت سنگھ کا

ذکر کرلیں، راجا داہر کا ذکر کرلیں، اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے لیکن یہ ضرور ہوگا کہ ہمارا ایک ہی لیڈر ہوگا، ایک ہی قائد ہوگا اور وہ قائد اعظم محمد علی جناح ہے۔ کسی صوبے کو حق نہیں ہوگا کہ وہ قائد اعظم سے بڑھ کر کسی اور کو لیڈر دکھا سکے اور یہ کام ورکرز کا ہوتا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی کہ یہ گھبراہٹ کس بات کی ہے؟ اس بات کی گھبراہٹ ہے کہ پارلیمنٹ کو دوبارہ اختیار دیا جارہا ہے کہ وہ اپنے معاملے پر دوبارہ غور کرلے۔ یہاں پر اسلام آباد کو کیوں پارلیمنٹ کے برابر بنا دیا گیا ہے؟ یہ تصور ہی غلط ہے، میں مانتا ہوں کہ رضا ربانی صاحب نے ہماری اٹھارھویں ترمیم کی chairmanship کا کام کیا اور انہوں نے بڑی خوش اسلوبی سے کیا۔ ہم نے بہت سی بھاری باتیں ان کے احترام میں مان لیں اور اس پر دستخط کر دیے لیکن ہم نے اگر ان کا احترام کیا ہے، ان کی بات مان لی ہے تو اس اٹھارھویں ترمیم کو اپنا بچہ تو نہ سمجھ لیں اور یہ تو نہ سمجھ لیں کہ اس کی اگر ہم ٹوپی تبدیل کر رہے ہیں، اس کا اگر ہم کوٹ تبدیل کر رہے ہیں تو ان کے بڑے حاصل کیے ہوئے معاملے میں بڑی قدغن ڈال رہے ہیں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ بھی ٹھنڈے دل سے غور کریں اور اپنے آپ کو اس اٹھارھویں ترمیم کے خالق ہونے کے تعصب سے ہٹا کر بات کو سوچیں اور سمجھیں۔ اس معاملے میں ہمارے مسلم لیگ کے قائدین نے بھی reiteration note دیا ہے اور میں آج حیران ہوں کہ مسلم لیگ (ن) اس معاملے میں بالکل خاموش بیٹھی ہوئی ہے۔ ان کا تو بلکہ بہت ہی تفصیلی نوٹ اس پر آیا ہوا ہے کہ curriculum کے معاملات کو ہٹایا نہ جائے۔ میں آپ کے سامنے Statement of Objects پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں، پہلے پڑھ کر نہیں سنائی تھی۔

"Education is vital for advancement and development of human resources as also for unity and integrity of the country".

جناب والا! ایک طرف unity and integrity of the country ہے اور دوسری طرف اکائیوں کے حقوق ہیں۔ اکائیوں کے حقوق سے ہمیں انکار نہیں ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ this was the minimum bearing. ہم بھی بہت آگے گئے ہیں۔ جن لوگوں کا تصور تھا کہ صوبوں کو حق نہ دیا جانا چاہیے، وہ بھی بہت آگے چلے گئے ہیں اور انہوں نے بھی آگے بڑھ کر قدم اٹھایا ہے۔ جب کبھی کوئی دولت زمین سے برآمد ہوتی تھی، وہ فیڈریشن کی دولت تھی۔ It was supposed to be the property of the centre. اس کو بھی تبدیل کرکے joint کر دیا گیا ہے۔ بہت سارے اور معاملات بھی کیے گئے ہیں، بہت اچھی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ سارے معاملات درست طور پر کیے گئے ہیں۔ اس میں

آپ دیکھیں گے کہ تجربہ بتاتا ہے کہ جب کہیں کوئی خرابی ہو تو دوبارہ point out کی جائے۔ تو ہماری جو amendment ہے وہ صرف یہی ہے کہ curriculum کے معاملات پر دوبارہ غور و فکر کر لیں۔ میں حیران ہوں کہ اسمبلی تو جگہ ہی غور و فکر کی ہوتی ہے اور وہاں کہا جائے کہ نہیں صاحب، اس بات کو سوچا ہی نہ جائے، اس پر کوئی گفتگو ہی نہ کی جائے، اس پر مزید غور ہی نہ کیا جائے، یہ عقل سے باہر بات ہے۔ یہ تو تقریباً ایسی بات ہے کہ میں نہیں مانتا۔ اگر آپ میری بات نہیں مانیں گے تو ہم سب ناتے توڑ کر چلے جائیں گے۔ یہ سوچ اسمبلی کی تو نہیں ہونی چاہیے۔ پارلیمنٹ میں تو ہم گفتگو کرنے کے لیے آتے ہیں۔ ایک دوسرے کو سمجھنے کے لیے آتے ہیں۔ ہم نے سمجھ کر اس وقت کوئی باتیں مان لی تھیں، آج اسی کو سمجھ کر ہم چاہتے ہیں کہ اس پر دوبارہ غور ہو جائے۔ پارلیمان کے اس حق کو، جس کا ذکر شروعات میں رضا ربانی صاحب نے کیا کہ پارلیمنٹ کا حق ہے کہ وہ کوئی قانون پاس کرے، اس قانون میں ترمیم کرے چاہے وہ آئین ہو اور آئین میں بھی وہ ترمیم کر سکتی ہے۔ تو اپنے ممبران سے میری یہ درخواست ہو گی کہ اس معاملے کو کمیٹی میں لے جائیں، ہم دوبارہ پارلیمنٹ میں اس پر غور کر لیں گے، اگر پارلیمنٹ نے کہا کہ پاس نہیں کرنا، تو پاس نہیں ہو گی۔ آپ کی اور ہم سب کی majority فیصلہ کرے گی۔ اس وجہ سے یہ کوئی تکلیف دہ بات نہیں ہے، اس کو آگے چلنا چاہیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ مولانا شیرانی صاحب، اس معاملے پر جو زیر بحث ہے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ایس ایم ظفر صاحب اس کو defer کرنا چاہتے تھے۔

سینیٹر ایس ایم ظفر: خواتین بیٹھی ہیں، ان کا Bill آئے تو میں نے کہا کہ ٹھیک ہے میں تیار ہوں، اسی وجہ سے میں نے کہا تھا کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، defer کر دیجیئے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: خواتین کے لیے مغرب کے بعد full time دیا جائے گا۔ ان کا معاملہ ایسا ہے۔

سینیٹر ایس ایم ظفر: میں defer کرنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا شیرانی صاحب۔

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ بنیادی طور پر تین باتیں ہوتی ہیں۔ ایک ہوتا ہے آئین، ایک ہوتی ہے تعلیم، ایک ہوتا ہے قانون۔ آئین قوم کو منزل، مقصد اور راستہ بتاتا ہے۔ تعلیم انہی منازل اور انہی مقاصد اور انہی راستوں کی رہنمائی کرتی ہے۔ قانون کی شق

جو متعین منزل اور مقصد ہے اور راستہ ہے اس پر قوم کو من حیث القوم صراط مستقیم پر چلانے کے لیے ہوتا ہے۔ میرے خیال میں ہمارے آئین میں تمام قوم کے لیے جو منزل ہے، جو مقصد ہے اور جو راستہ ہے، وہ متعین ہے۔ اگر آپ جناب چیئرمین! آئین کے آرٹیکل ۲ کو دیکھیں اور ۲ (الف) کو دیکھیں۔ ۲ (الف) میں جو قرارداد مقاصد پاس ہوئی ہے، اسے آئین کا حصہ بنایا گیا ہے اور جب قرار داد مقاصد آئین کا عملی حصہ ہو تو اس کے معانی یہ ہیں کہ قوم کو من حیث القوم زندگی کے سفر کا مقصد بتایا گیا ہے کہ اس قوم کی من حیث القوم زندگی کی منزل اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ہے۔ حاکم مطلق اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر آئین کے آرٹیکل ۷ میں اگر آپ دیکھیں تو اس میں یہ وضاحتیں موجود ہیں کہ مملکت کی تعریف کی گئی ہے۔ اسلام اس مملکت کا سرکاری مذہب ہے۔ مذہب ، چلنے کے راستے کو کہتے ہیں تو راستہ اسلام ہے، منزل اللہ ہے اور مقصد قرآن و سنت کی اتباع ہے۔ آرٹیکل 227 میں اس کی وضاحت ہوئی ہے۔

تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک زمانہ وہ تھا جب 1956 کا آئین وجود میں آیا اور جب مشرقی پاکستان ہمارا حصہ تھا اور ہم اس کو مشرقی پاکستان سے تعبیر کر رہے تھے تب تو پھر ہمارے آئین میں ایک آرٹیکل موجود تھا کہ نمائندگی چاہے بلدیاتی اداروں میں ہو یا چاہے پارلیمنٹ میں ہو نمائندگی مردم شماری کی بنیاد پر نہیں ہوگی بلکہ اکائیوں کی بنیاد پر ہوگی۔ تو کوئی یہ بتائے کہ جب اکائیوں کی بنیاد پر نمائندگی 1956 اور 1962 کے آئین میں تھی کیا اس نے انصاف فراہم کیا اور اس ملک کو متحد رکھا یا اس ملک کو ٹکڑے کیا۔ تو یا تو یہ ہو جائے کہ یہ وحدانی گورنمنٹ نہیں ہے۔ وحدانی گورنمنٹ اس کو کہتے کہ جہاں پر نسلی، زبانی اور فکری وحدت ہو اور جہاں پر یہ نہ ہو کہ یہ وفاقی گورنمنٹ ہے۔ وفاقی گورنمنٹ کے درمیان ایک عمرانی معاہدہ ہوتا ہے اس کو آئین کہتے ہیں اور 18 ویں ترمیم تو ابھی ہمارے سامنے آئی ہے۔ ہمیشہ کے لئے جب آپ کسی چیز میں ترمیم کرتے ہیں یا اس میں آپ اضافہ کرتے ہیں تو اس کے لئے آپ کو تلاش کرنا ہوگا کہ ناکامی کہاں ہے اور ضرورت کس چیز کی ہے؟ جبکہ آپ نے ابھی تک اس پر عمل ہی نہیں کیا ہے۔ آپ نے اس کی آزمائش ہی نہیں کی ہے، پہلے سے آپ کو کیا خواب نظر آیا کہ یہ نقصان کرے گا؟ اگر اس قسم کی بات تھی تو میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ایک چیز تجربے میں نہ آئے اور اس کی خامیاں اور خرابیاں ہاؤس اور قوم کے سامنے نہ آئیں اس پر بات نہ کی جائے۔ ابھی تو ولادت کے موقع پر ہے اور آپ کہیں کہ اس کو ذبح کریں اس لئے کہ جب یہ جوان ہوگا تو لوگوں کا قتل عام کرے گا۔ یہ پھر نیک نیتی پر نہیں ہوتا ہے اس کو بد نیتی سے تعبیر کرتے ہیں۔ آپ ذرا ان کو آگے بڑھنے دیں۔ اگر یہ کوئی مثبت نتائج کا حامل نہیں ہوگا تو یہ ہاؤس ہوگا اور ہمارے سامنے یہ ساری چیزیں ہوں گی

تو پھر اس وقت مدلل طریقے سے بات کی جا سکتی ہے۔ کچھ ادارے تو ایسے ہیں جو قومی معاملات کو دیکھ سکتے ہیں جیسا کہ رضا ربانی صاحب نے اس کا ذکر کیا لیکن آئین نے جو منزل، مقصد اور راستہ پاکستانی قوم کو دیا ہے اس کے لئے ایک اسلامی نظریاتی کونسل ہے جو آئین کے آرٹیکل 228 کے تحت ہے۔ آپ کوئی بھی معاملہ چاہے تعلیمی ہو، قانونی ہو، معاشرتی ہو یا معاشی ہو کسی بھی معاملے میں اگر متنازعہ کوئی صورت ہے تو آپ اسلامی نظریاتی کونسل میں بھیج سکتے ہیں کہ آیا آئین کی روح کے یہ مطابق ہے یا نہیں۔ لیکن یہ کونسی قوت ہے کہ اگر اس کو ضرورت ہو تب تو اکائیوں کی بنیاد پر نمائندگی بلدیاتی اداروں میں بھی ہو اور پارلیمنٹ میں بھی ہو۔ اگر اس کو چاہت ہو تو پھر مردم شماری کی بنیاد پر ہو جائے۔ یا تو یہاں طے کریں کہ چار اکائیاں ہیں اس ملک کی جو اس وقت موجود ہیں، جو مطلوبہ اکائیاں ہیں جب تک وہ نہیں بنتی ہیں تب تک قومی اسمبلی میں مساوات کی بنیاد پر نمائندگی دی جائے چاروں اکائیوں کو اور سینیٹ کو ختم کریں یا پھر اگر سینیٹ آپ رکھتے ہیں تو اس کو وہی اختیارات دیں جو دنیا جہاں میں سینیٹ کے اختیارات ہیں۔ آپ ایک طرف سے سینیٹ کو مفلوج کریں، دوسری طرف سے آپ اکائیوں کو نمائندگی نہ دیں، تیسری طرف سے آپ وحدت کے لئے ٹھیکیدار بن جائیں اور پھر اپنی رائے کو مسلط کریں تو مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے۔

میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کو آگے بڑھنے دیں، تجربے کے میدان میں دیکھ لیں اگر مثبت نتائج برآمد ہوں تو ہمارا مقصد یہی ہے اور اگر اس پر کوئی بھی تضاد آتا ہے یا کوئی اختلاف آتا ہے تو وہ ادارے جن کا رضا ربانی صاحب نے ذکر کیا اور ایک ادارہ جو اس آئین کے مطابق اس ملک اور قوم کو چلانے کے لئے ہے وہ آرٹیکل 228 کے تحت اسلامی نظریاتی کونسل ہے تاکہ قوم کو ہدف، منزل اور راستے دونوں کے بارے میں تعلیم کے میدان میں راہنمائی کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ احترام اپنی جگہ پر ہے لیکن جو اصول ہیں ابھی تک تو اس پر عمل نہیں ہوا ہے۔ ابھی چھت بھی نہیں ہے۔ ابھی تک اس کا اردو ترجمہ بھی نہیں ہوا ہے کہ ہم پڑھ لیں۔ پہلے سے کس کو خواب نظر آیا ہے کہ یہ فساد پھیلائے گا۔ تو یہ خواب دیکھتے دیکھتے ہم نے ملک کو تقسیم کر دیا ہے مزید بھی تقسیم کرنا ہے۔ شکریہ۔

(اس موقع پر مغرب کی اذان سنائی دی)

Mr. Acting Chairman: Before we break for *Magharib* prayer, I am so happy that the ladies are sitting in the galleries

with placards, they have come into the galleries to listen to the debate.

یہ debate کا حصہ ہے۔ I am sure کہ ان کا Bill آج آجائے گا

it is under consideration. Now, we break for 15 minutes for *Magharib* prayer.

(اجلاس کی کارروائی نماز مغرب کے لئے ملتوی کی گئی)

[The House reassembled after Maghrib prayer with Mr. Presiding Officer (Mr. Afrasiab Khattak) in the Chair at 5:40 P.M.]

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: خواتین و حضرات motion پر debate ہو رہی تھی۔ اب اگر مزید کوئی بولنے والا نہیں ہے تو اس کو۔۔۔ اچھا پروفیسر ابراہیم صاحب بولنا چاہتے ہیں۔ جی قائد ایوان صاحب۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, this Bill was never introduced. This Bill was never taken as a motion, sir.

بڑی simple سی بات ہے کہ میں نے request کی تھی honourable S. M. Zafar صاحب سے کہ this may be

deferred and I requested to the Chair also and he considered it that it should be deferred and in spite of that the Bill was never moved and there was a discussion on it. Certainly, it is upto the mover now. I would again request him because it is not a business before the National Assembly right now. Under the rules it has never been introduced in the forum.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرے خیال میں پروفیسر ابراہیم صاحب پہلے بول لیں، پھر صابر بلوچ صاحب بول لیں پھر ہم ایس ایم ظفر صاحب سے پوچھیں گے کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ ایک business introduce ہی نہیں ہوا

and we are discussing that, sir. What is sense in that?

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں بخاری صاحب! کچھ لوگوں نے بول لیا ہے اور اب جو لوگ رہ گئے ہیں اور بولنا چاہتے ہیں تو ان کو موقع ملنا چاہیے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, it is the discretion of the Chair,

لیکن میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب ایک Bill refer ہی نہیں ہوا، it has never been introduced and there is a discussion going on, it is all futile exercise. There has been nothing outcome of it, sir.

Mr. Presiding Officer: It should have been done in the very beginning.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, it would have been appreciated by the Chair itself or it would have been appreciated by the members themselves that a thing which has never been moved, that is being discussed in the House.

سینیٹر وسیم سجاد: میرے خیال میں وقت بچانے کے لیے پہلے شاہ صاحب سے پوچھ لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے۔ ایس ایم ظفر صاحب! آپ کیا چاہیں گے؟ کیا ہم proceed کریں یا اس کو defer کر دیں؟

سینیٹر ایس ایم ظفر: جناب چیئرمین! قائد ایوان بالکل درست کہہ رہے ہیں۔ ابھی میں نے move نہیں کیا تھا تو بحث شروع ہو گئی تھی۔ اب اگر ان کی ایک مرتبہ پھر درخواست آئی ہے۔ یہ میرے پاس پہلے بھی آئے تھے اور میں نے ان سے اتفاق کیا تھا۔ اس پر اچھی خاصی بحث ہو گی۔ اس پر لمبی گفتگو ہو گی اور ہونی چاہیے، اس کو defer کر دیا جائے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو بہتر ہے کہ اس کو defer کر دیا جائے اور اس کو اگلی مرتبہ لے لیا جائے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. So, it is deferred on the request of the mover. Thank you Zafar sahib. Yes, Prof. Khurshid Ahmed.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! اگر مناسب سمجھیں تو legislative business پہلے لے لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پروفیسر صاحب! ویسے بھی سلیم سیف اللہ صاحب تشریف نہیں رکھتے لہذا ان کی moves کو defer کر دیتے ہیں اور legislative business کی طرف آتے ہیں۔ Serial No.10 to 13 جو سلیم سیف اللہ صاحب نے Bill پیش کیے ہیں ان کو اگلے rota day تک defer کرتے ہیں۔ اب آتے ہیں serial No.8 کی طرف، جی ایس ایم ظفر صاحب۔

Senator S. M. Zafar: Sir, this Bill, which is Service Tribunal (Amendment) Bill, 2011, I have sought the permission of the House to withdraw this Bill because after all I have seen it that it is not very well drafted.

Mr. Presiding Officer: OK. this is withdrawn. It stands withdrawn. Now, come to Item No.14, Nilofer Bakhtiar *sahiba*.

The Criminal Law (Amendment) Bill, 2011

Senator Nilofar Bakhtiar: Mr. Chairman, I beg to move that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Law (Amendment) Bill, 2011], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Presiding Officer: Is it opposed?

Senator Moula Baksh Chandio (Minister for Law): Not opposed, sir.

Mr. Presiding Officer: OK. It is not opposed. Now, I will request the mover to speak about it.

سینیٹر نیلوفر بختیار: جناب والا! میری اس ہاؤس سے ایک چھوٹی سی گزارش ہے اور وہ گزارش یہ ہے کہ نیشنل اسمبلی نے اس بل کو unanimously approve کیا ہے۔ یہ بل آج ایوان بالا

میں آیا ہے، یہ بل صرف خواتین کے تحفظ کے لیے نہیں ہے، acid crime جس کی اس بل میں بات کی گئی ہے، جو amendment کی جا رہی ہے اس کا شکار بیس فیصد بچے، بیس فیصد مرد اور ساٹھ فیصد خواتین ہیں۔ جناب چیئرمین! 2009 میں 53 cases report ہوئے، 2010 میں 65 and November 2011 تک ۱۵۰ کیسز ایسے کرائم کے report ہو چکے ہیں۔ اس بل میں جو سفارش کی گئی ہے وہ صرف اتنی ہے کہ جن شکلوں کو بدنما کیا جاتا ہے۔ ان چہروں کو جو اللہ تعالیٰ کی ایک خوبصورت تخلیق ہے ان کو بدلے کے لیے بگاڑ دیا جاتا ہے، کسی جلن کی بنیاد پر، کسی دشمنی کی بنیاد پر، کسی عدم اتفاق کی بنیاد پر انسانی جسموں کو ناکارہ بنا دیا جاتا ہے۔ ان چہروں کو، ان جسموں کو، اگر آج کوئی protection دینا چاہتے ہیں تو یہ ایوان بالا اس بل کو بغیر پارٹی تفریق کے، بغیر کسی grouping کے unanimously support کرے تاکہ ہم یہ ثابت کر سکیں کہ ہم ایوان بالا ہیں، ہم سینیٹ ہیں، ہم پاکستان کے تمام صوبوں کی یکساں نمائندگی کرتے ہیں۔ آخری بات میں یہ کرنا چاہتی ہوں کہ ہم اگر اپنی دائیں طرف دیکھیں تو acid crime survivors خود یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آج ہاؤس سے انصاف مانگنے کے لیے میری خواتین بہنیں، کسی کی بینائی نہیں ہے، کسی کی گویائی نہیں ہے، کوئی دنیا کو دوبارہ دیکھ نہیں سکتیں، یہاں پر خود موجود ہیں۔ میرے ساتھی سینیٹر یہ ثابت کریں کہ اس بل پر ہمیں کسی debate کی ضرورت نہیں ہے۔ اس بل کو پاس ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، ڈاکٹر خالد سومرو صاحب اس کے بعد پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کو بہت پہلے پاس ہو جانا چاہیے تھا۔ اسلام سب کی عزت کا درس دیتا ہے بلاتفریق کہ وہ خاتون ہے یا مرد۔ خاص طور پر خواتین کو جو احترام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے وہ پہلے کسی نے نہیں دیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ دینی حوالے سے، شرعی حوالے سے، قرآن و سنت کے حوالے سے یہ بل ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم بغیر کسی بحث کے اتفاق رائے سے اس کو منظور کر لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی پروفیسر خورشید صاحب اس کے بعد حافظ رشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں اپنی محترم بہن اور محترم بھائی کی مکمل تائید کرتا ہوں۔ میری نگاہ میں یہ بل وقت کی ضرورت ہے کاش یہ پہلے آجاتا لیکن اب آگیا ہے لہذا کسی تاخیر کے بغیر ہمیں unanimously اس کو منظور کر لینا چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایس ایم ظفر صاحب۔

سینیٹر ایس ایم ظفر: شکریہ جناب چیئرمین! تمام مقررین کی تائید میں مزید اضافہ کرنا چاہوں گا کہ انسانیت اور انسانی حقوق کے نقطہ نظر سے یہ بل بڑا مناسب اور بروقت آیا ہے کیونکہ ہمارے ملک میں جس انداز سے تشدد کا اضافہ ہو رہا ہے اگر قانون اور آئین اس معاملے میں ہمارے راہبری نہیں کرے گا اور نہیں بتائے گا کہ یہ غلط کارروائی اس معاشرے میں ہو رہی ہے۔ اس کی درستی کے لیے اقدامات نہیں کرے گا تو یہ معاشرے میں اور برائی بڑھتی چلی جائے گی۔ میں بھی یہ سمجھتا ہوں آپ سے اور اس ہاؤس سے درخواست کروں گا کہ اسے آج ضرور منظور فرمایا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر سعیدہ اقبال صاحبہ، اس کے بعد صابر بلوچ صاحبہ اور اس کے بعد محترمہ کلثوم پروین صاحبہ۔

Senator Saeeda Iqbal: Mr. Chairman. I strongly support the Bill moved by Senator Nilofar Bakhtiar and I am of the view that it is a basic human right that the rights of all human beings should be protected. It is time that we pass such Bill without any differences among us and I agree with all Senators who have spoken that this Bill should be passed without any discussion. Thank you.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی حافظ رشید صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین! میں محترمہ نیلوفر بختیار صاحبہ کے بل سے مکمل اتفاق کرتا ہوں اور پورے ہاؤس سے کہتا ہوں کہ اس کو اتفاق رائے سے منظور کروایا جائے جس طرح نیشنل اسمبلی نے پاس کیا ہے۔ میرا ایک مشورہ ہے اگر ہاؤس مناسب سمجھے کہ ادھر عورتوں کا ذکر آیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انسانیت کے لیے ہونا چاہیے، اگر خاتون مرد پر زیادتی کرے تو وہ بھی ظلم ہے اور اگر مرد خاتون پر زیادتی کرے یہ بھی

ظلم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بل میں عورت کے لفظ کی بجائے اگر انسان کا لفظ آجاتا تو دونوں کا احاطہ ہوجاتا۔ باقی میں اس کی مکمل support کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی صابر بلوچ صاحب۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین! پاکستان پیپلز پارٹی شروع سے، ہمیشہ سے خواتین کے حقوق کی علمبردار رہی ہے۔مجھے اس بات پر فخر ہے کہ عالم اسلام میں میری پارٹی کی شہید چیئرپرسن بے نظیر بھٹو پہلی وزیراعظم تھیں۔ یہ بل جو آج پیش کیا گیا ہے پیپلز پارٹی اس بل کی پوری تائید کرتی ہے اور میں نیلوفر بختیار صاحبہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ صرف اس بل کی نہیں بلکہ خواتین کے معاملے میں، خواتین کے interest کے معاملے میں جب بھی کوئی بات اس ایوان میں ہوگی پیپلز پارٹی اس کی پوری تائید کرے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم بل پر مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین! ہماری نظر میں یہ ایک understood بات ہے کہ انسان، انسان کے برابر ہے۔ جو حقوق ایک انسان کو حاصل ہیں وہی حقوق دوسرے انسان کو حاصل ہیں۔ ہماری یہ بدقسمتی ہے کہ ہماری سوسائٹی میں مظالم ہوتے ہیں اور دوسرے انسانوں کو نقصان پہنچایا جاتا ہے، بے عزت کیا جاتا ہے حتیٰ کہ قبروں سے نکال کر ان کی توہین کی جاتی ہیں۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ اس کے لیے بہت پہلے سے قانون ہوتا تا کہ ان عناصر کو سزا ملتی جو ایسے کام کرتے ہیں۔ اس سے پہلے یہ نہیں ہوا، آج ہو رہا ہے میں اس کی مکمل تائید کرتا ہوں۔ ہماری پارٹی پختونخوا ملی عوامی پارٹی اس کی مکمل تائید کرتی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: فرح عاقل صاحبہ۔

سینیٹر فرح عاقل: شکریہ جناب چیئرمین! جو بل آج نیلوفر بختیار صاحبہ نے پیش کیا ہے یہ کاش پہلے آجاتا۔ مجھے یاد ہے آج سے کئی سال پہلے لاہور میں ایک شخص پکڑا گیا جس نے سو بچوں کو تیزاب میں ڈال کر ان کے ساتھ برا سلوک کیا تھا، پتا نہیں کچھ لوگوں کو یاد ہوگا، کچھ کو نہیں یاد ہوگا۔ کاش یہ بل پہلے آگیا ہوتا اور پاس ہو گیا ہوتا تو شاید جو سو کے قریب بچے جن کی جانیں چلی گئیں شاید یہ نہ ہوتے۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ یہ نہ کسی صوبے کا مسئلہ ہے، نہ شہر کا یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے۔ یہ آج کی

بات نہیں ہے ، ایسے واقعات بہت عرصے سے چلے آرہے تھے۔ لوگ شاید اس لیے چھوٹ جاتے تھے کہ ان کو پتا تھا کہ یہاں پر کوئی چیک اینڈ بیلنس ہے نہیں ۔ راہ چلتی خواتین پر تیزاب پھینک دینا، ان کو جلا دینا بہت آسان کام تھا۔ جناب والا! میں سمجھتی ہوں کہ اگر یہ آج پاس ہو جاتا ہے تو اس سے بہت لوگوں کا بھلا ہوگا اور it is time کہ ہم اس کو realize کریں کہ یہ کس قدر اہم معاملہ ہے جو آج یہاں پر raise ہوا ہے۔ میں اس کو بھر پور طریقے سے support کرتی ہوں ، نہ صرف میں بلکہ میرے ساتھ جتنے بھی ساتھی ہیں وہ سب اس کو support کریں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : عبدالحسیب خان صاحب۔

سینیٹر عبدالحسیب خان : جناب چیئرمین! بہت شکریہ، میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کو نیلوفر بختیار صاحبہ کا شکر گزار ہونا چاہیے جنھوں نے آج اس ہاؤس کو موقع دیا کہ ہم بھی اس نیک کام میں ان کے ساتھ شریک ہو جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلا کسی تاخیر، بغیر کسی حیل و حجت کے اس بل کو فوری طور پر پاس کر دیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جی احمد علی صاحب۔

سینیٹر احمد علی : شکریہ ، جناب والا! یہ بل کافی تاخیر سے آرہا ہے ان عورتوں نے بڑی محنت کی ہے اور ہماری سینیٹر صاحبہ تو اس کو lead کر رہی ہیں لیکن چلیں دیر آید درست آید یہ اس پوزیشن میں آگیا کہ ہم اس کو پاس کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ جتنے سینیٹر صاحبان ہیں ان سب کو سختی سے احساس ہے کہ یہ بل کتنا اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اس کو ایک خوبصورت چہرہ بھی دیا لیکن جب اس قسم کی زیادتیاں ہوں اور انسان حیوان بن جائیں، اس قسم کی زیادتیاں کرنے لگیں تو یہ بہت ہی بدترین چیز ہے۔ میں اور میری پارٹی اس کو بہت support کرتی رہی ہے، ہمیشہ سے support کرتی رہی ہے اور آج ہماری پارٹی کی طرف سے مکمل support ہے لہذا ہمیں چاہیے کہ اس بل کو پاس کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : اسلام الدین شیخ صاحب۔ اس کے بعد سیمیں صدیقی صاحبہ۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ (چیف وہپ) : شکریہ جناب چیئرمین! ہم اس بل کی ذاتی طور پر اور پیپلز پارٹی کی جانب سے بھی بھر پور حمایت کرتے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ حکومتی بنچوں کی طرف سے اور Law and Parliamentary Affairs کے Minister کی طرف سے بھی اس پر no

objection دیا گیا ہے لہذا اس کو unanimous پاس کرنا چاہیے اور یہ unanimous پاس ہو رہا ہے۔ اس پر میں نیلوفر بختیار صاحبہ کو مبارکباد دوں گا کہ انہوں نے بڑی محنت کی ہے۔ یہ ایک ضروری بل تھا اور اس سے ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو protection ملے گی۔ ہم پیپلز پارٹی کی طرف سے اس کی مکمل تائید کرتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سیمیں صدیقی صاحبہ، اس کے بعد ثریا صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: شکریہ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ میں اس بل کو fully support کرتی ہوں اور میرے خیال میں اس پر کوئی اختلاف نہیں ہوگا بلکہ ایک تو سزا life imprisonment یا چودہ سال سزا دی گئی ہے، میرے خیال میں اس پر سزائے موت ہونی چاہیے تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کی آنکھیں چلی گئی ہوں، جس کا چہرہ خراب ہو گیا ہو، یا کوئی اعضا بے کار ہو گئے ہوں تو اس کا تو کوئی نعم البدل ہی نہیں ہے۔ ایسے شخص کو تو پھانسی کی سزا ہونی چاہیے تھی۔ بہرحال میں اس کو مکمل طور پر support کرتی ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی الیاس بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: بہت شکریہ۔ جیسا کہ سارے پاکستان کو علم ہے کہ اے این پی نے ہمیشہ خواتین کے حقوق کی حمایت کی ہے۔ اے این پی انسانیت کے احترام کی خاطر تمام عمر لڑتی رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انسانیت کو ضرور احترام ملنا چاہیے۔ ابھی حال ہی میں، میں نے چھ دن پہلے دیکھا ہے کہ کسی وڈیرے، کسی بڑے چوہدری نے ایک حجام کی آنکھوں میں تیزاب ڈالا ہے۔ اس حجام کو ہسپتال میں ٹی وی پر دکھایا گیا ہے۔ یہ عمل بہت زیادتی ہے۔ اس بل کے لانے پر میں نیلوفر بختیار صاحبہ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اے این پی کا شروع سے پرانا مطالبہ یہی تھا۔ یہ چیزیں ہمارے ذہن میں تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کو پاس ہونا چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ریحانہ بلوچ صاحبہ۔

Senator Rehana Yahya Baloch: Mr. Chairman sir, there must be some order in the House. Sir, I thank you very much for giving me a chance to say something on this Bill. I fully support the Bill presented by Nilofar Bakhtiar which was also passed in the

National Assembly. I think, whoever deprives my colleagues over here, whoever deprives women deceitfully by illegal means should be dealt with an iron hand, so, I fully support this Bill.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پیرزادہ صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! مجھے بڑا افسوس ہے کہ اسلام کے نام پر بننے والی اس مملکت میں پہلے ہی دن سے، جس دن پارلیمنٹ بنی تھی، جس دن سینیٹ بنا تھا، اس دن تمام انسانی حقوق کی تمام حدود واضح طور پر لکھ دی جاتیں تو آج اس بات کی ضرورت نہ پڑتی لیکن جیسے کہا گیا دیر آید درست آید، کوئی بات نہیں، یہ تو نیلوفر بختیار صاحبہ ہیں۔ ہمارے ملک میں یہ حقوق نسواں کا ایک نام ہے۔ میں ان سے بھی ناراض ہوں کہ ان کو پارلیمنٹ میں اتنے سال ہوگئے ہیں۔ انہوں نے پہلے دن ہی یہ بل کیوں پیش نہیں کیا؟ مجھے آپ بتائیں۔ اس کا جواب ساری پارٹیاں دیں۔ ہماری پارٹی عورت کے حقوق کی ہمیشہ بات کرتی ہے۔ اگر سب پارٹیاں اسی طرح بات کرتیں تو اس بل کو آج پیش کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ اس بل میں ایک نقص ہے۔ وہ نقص یہ ہے کہ بعض ایسے جرائم ہیں، جن کے بارے میں دنیا کے قوانین واضح عبارتیں نہیں رکھتے ہیں لیکن اس مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اس قانون کے بارے میں وضاحت کے ساتھ قرآن میں حرف بحرف سزائیں موجود ہیں۔ (آیات قرآن) لہٰذا اس کی سزا میں یہ لکھا جائے کہ جو شخص ہماری بہنوں کے ساتھ، یہ انسانیت کا مسئلہ ہے، صرف بہنوں کا نہیں، بھائیوں، بچوں، بوڑھوں، یتیموں، امیروں، غریبوں، مزدوروں اور لاچاروں کا بھی ہے۔ سب کے لیے قرآن نے ایک قانون بیان کیا ہے کہ جس کے منہ پر تیزاب پھینکا جائے، اس کا منہ ساری عوام کے سامنے لا کر، اس کے منہ پر ویسا ہی تیزاب پھینکا جائے۔ اس کے بعد عدالت اس کو کوئی سزا دینا چاہے تو دے اور پھر بعد میں اس سے اسلام کی تجدید کرائی جائے۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق 'المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ' ، جس مسلمان کے ہاتھ سے دوسرے کو ایذا پہنچی، وہ مسلمان نہیں رہتا، اس کو دوبارہ اسلام میں داخل کرنا پڑے گا۔ لہٰذا میری جن بہنوں پر یہ ظلم ہوا ہے، ان کے مجرمین کو کٹہرے میں لا کر ویسے ہی ان پر تیزاب پھینکا جائے، جیسے ان پر ظلم کیا گیا۔ اس کو مارا نہ جائے، قتل نہ کیا جائے، پھانسی نہ دی جائے، اندھا کر کے، بد شکل کر کے اس کو بھی اس دنیا میں بتایا جائے کہ دیکھ! ایسے کیا تھا، اب ایسے زندہ رہنا ہو گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: راجا ظفر الحق صاحب۔ سیمیں صدیقی صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: میں ایک تصحیح کرنا چاہتی ہوں کہ یہ بل گزشتہ اسمبلی میں چوہدری شجاعت صاحب نے پیش کیا تھا۔ اس کے بعد دانیال عزیز نے اسے نیشنل اسمبلی میں پیش کیا اور وہاں سے یہ پاس ہوا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے۔ آپ ریکارڈ پر لے آئیں۔ جی راجا صاحب۔

سینیٹر راجا محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! میں اس بل کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ تاثر ٹھیک نہیں ہے کہ یہ صرف خواتین کے لیے ہے۔ جب law کی language کو دیکھا جائے تو یہ خواتین، مرد اور بچوں، سب پر لاگو ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی protection پاکستان کے ہر شہری کو حاصل ہو گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ کہا گیا کہ اگر یہ بل پہلے پیش ہو جاتا تو بہت سے واقعات رک جاتے۔ آپ دیکھیں کہ قتل کے خلاف قانون موجود ہے لیکن اس کے باوجود قتل ہو رہے ہیں۔ اس لیے Statute Book پر صرف قانون کی موجودگی کافی نہیں ہوتی۔ اس کے لیے ایک social awareness ایک social pressure کی ضرورت ہوتی ہے اور جو کام اس بل کو یہاں لانے کے لیے نیلوفر بختیار اور ان کے ساتھیوں نے کیا ہے اور قومی اسمبلی میں یہ پاس ہوا ہے، میرے خیال میں ان کو قومی سطح پر ایک کمیٹی بنانی چاہیے جو ان گھناؤنے جرائم کے خلاف، جن کا شکار آئے روز پاکستان کے لوگ ہو رہے ہیں، مرد ہوں یا خواتین ہوں، آگاہی پیدا کرے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ خواتین چونکہ کمزور طبقہ ہے، ان کا استحصال زیادہ ہوتا ہے۔ ان پر زیادہ ظلم ہوتا ہے اور ان کو یہ ساری چیزیں برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ اگر کوئی ان کی حمایت کرے، کوئی بھائی ہو، کوئی رشتے دار ہو تو اس کو بھی ان بڑے لوگوں کے جبر کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہذا میں اس بل کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ national awareness کے لیے کوئی کمیٹی بھی بنانی چاہیے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: فرحت عباس صاحبہ۔

سینیٹر فرحت عباس: میں پہلے بی بی شہید کی مثال دوں گی کہ انہوں نے ہی سب سے پہلے عورتوں کے لیے آواز اٹھائی اور وہ ہمیشہ چاہتی تھیں کہ عورتیں ہر شعبے میں اپنا نام پیدا کریں اور اپنے حق میں آواز اٹھائیں۔ دوسرا میں ان تمام خواتین کا شکریہ ادا کروں گی، جنہوں نے یہ بل بنایا، ان NGOs کا بھی، جنہوں نے اس پر کافی محنت کی اور اس بل کے بنانے میں نیلوفر بختیار صاحبہ کی بھی مدد کی۔ میں

ان کو بھی مبارک باد پیش کرتی ہوں۔ خاص طور پر ان NGOs کو جنہوں نے بڑھ چڑھ کر خواتین کے لیے کام کیا اور اس بل کو لانے پر میں ان کی مکمل تائید کرتی ہوں کہ انہوں نے یہ بل پیش کیا۔ ہم تمام سینیٹرز ان کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ ایک ایسا قدم اٹھانا چاہیے اور اس بل میں ایسا ہونا چاہیے کہ عورتوں پر جو ظلم و زیادتیاں ہوتی ہیں، ان کے لیے سخت سے سخت سزا دی جائے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین! آپ خود Human Rights Committee کے چیئرمین ہیں اور آپ اس کے خدوخال کو بخوبی جانتے ہیں۔ میں اپنی اور اپنی پارٹی بی این پی عوامی کی طرف سے، نہ صرف اس بل کی مکمل تائید کرتی ہوں بلکہ میں یہ بھی چاہوں گی کہ اس پر عمل درآمد بھی ہونا چاہیے۔ جیسے ہم نے کاروکاری کے خلاف بل پاس کیا۔ ہم نے عورتوں پر تشدد کے خلاف بل پاس کیا۔ Harassment Bill پاس کیا مگر میں نے نہیں دیکھا کہ معاشرے میں کوئی ایسی awareness آئی ہو۔ جیسے لاہور کا ایک واقعہ ہے کہ کالج کی طالبہ نے اپنے پرنسپل کے خلاف آواز اٹھائی کہ اس نے اسے ہراساں کیا ہے اور بجائے اس کے کہ اس طالبہ کی حمایت کی جاتی، اس طریقے سے اسے harass کیا گیا کہ اس نے کالج جانا چھوڑ دیا۔

جناب چیئرمین! میرے صوبے میں قلات اور کوئٹہ میں چند ماہ پہلے چلتی گاڑی میں عورتوں پر تیزاب پھنکا گیا اور چھ، سات خواتین اور بچیاں اتنی بری طرح سے متاثر ہوئیں کہ شاید ان کی بقیہ زندگی میں ایک نہ ختم ہونے والی سزا شروع ہو گئی ہے۔ میں کہہ رہی ہوں کہ اس Bill پر عملدرآمد بھی نہایت سختی سے ہونا چاہیے اور مجرم کو اتنی کڑی سزا دینی چاہیے کہ اس کو پتا چلے کہ کسی کا چہرہ بگاڑنا کتنا بڑا جرم ہے، کتنا ظلم اور جبر ہے۔ میں اپنے بھائیوں کی بہت شکر گزار ہوں کہ ہم خواتین سے زیادہ وہ ہمیں support کر رہے ہیں۔ ہر اچھا انسانی ذہن یہ سمجھتا ہے کہ یہ ایک ظلم اور جبر ہے اور وہ اس ظلم و جبر کے خلاف ہے۔ میں نیلوفر صاحبہ کی بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس سلسلے میں آواز بلند کی ہے اور ہم بھی اس میں اپنی آواز ملاتے ہیں۔ میری پارٹی BNP (Awami) اس Bill کی fully support کرتی ہے۔ .Thank you

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ثریا امیر الدین صاحبہ۔

سینیٹر ثریا امیر الدین: شکریہ، جناب چیئرمین۔ آپ نے مجھے بڑی دیر کے بعد موقع دیا ہے۔ میں نیلوفر بختیار صاحبہ کی مکمل حمایت کرتی ہوں۔ پیپلز پارٹی اور بے نظیر بھٹو شہید ہمیشہ خواتین کے حقوق کے لیے لڑتی رہیں اور انہوں نے چاہا کہ پاکستان کی ہر خاتون پڑھی، لکھی ہو۔ ان کو medical کی سہولت ملے اور ہماری خواتین دنیا کی دیگر خواتین کے برابر آئیں۔ میری جو بہنیں یہاں پر دو بجے سے آ کر بیٹھی ہوئی ہیں، میں ان کو بھی سلام پیش کرتی ہوں انہوں نے بہت جدوجہد کی کہ ہم یہ Bill بنائیں لیکن میں ساتھ ہی یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ Bills تو بن جاتے ہیں، قوانین pass ہو جاتے ہیں لیکن ان پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔ ایسے معاشرے میں جہاں خواتین اور بچوں کو قبر سے نکال کر ان کی بے حرمتی کی جاتی ہے، وہاں پر ایسا Bill ضرور بننا چاہیے۔ میں اس کی پوری حمایت کرتی ہوں۔ میں یہ بھی بتانا چاہوں گی کہ ہمارے صدر آصف علی زرداری صاحب خواتین کی بہت حمایت کر رہے ہیں۔ وہ خواتین کو promote کرنے کے لیے رات دن محنت کر رہے ہیں اور وہ وقت آئے گا کہ سینیٹ میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی بھی اتنی ہی تعداد ہو گی۔ Thank you.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وسیم سجاد صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! میں محترمہ نیلوفر بختیار صاحبہ کو مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے یہ اہم Bill یہاں پر پیش کیا۔ میں آپ کے سامنے یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں بہت کم private members Bills pass ہو کر ہمارے قانون کا حصہ بنے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہو گا اور یہ ایک تاریخی واقعہ ہو گا کہ ایک private members Bill پاکستان کے قانون کا حصہ بن گیا ہے۔

میں جناب کو ایک، دو چیزوں کے بارے میں فنی لحاظ سے بتانا چاہتا ہوں اور میرا فرض بنتا ہے کہ میں یہ چیزیں جناب کے سامنے رکھوں۔ اس میں Section 336A میں لکھا ہوا ہے whoever with the intention or knowingly causes or attempts to cause hurt by means of a corrosive substance or any substance which is deleterious to human body, when it is swallowed, inhaled, came in contact اب یہ انگریزی صحیح نہیں بن رہی۔ اس میں ہونا چاہیے کہ comes into contact or is received into the human body or otherwise shall be said to cause hurt. اس وقت ہم یہ قانون بنا رہے ہیں لیکن بعد میں اس میں مشکلات آئیں گی۔ سیکریٹریٹ کو اختیار

ہوتا ہے کہ اس قسم کی انگریزی کی یا گرامر کی غلطی ٹھیک کرے۔ اس لیے میں آپ کی اجازت چاہوں گا کہ آپ سیکریٹریٹ کو ہدایت کریں کہ جب اس کو صدر صاحب کے پاس دستخط کے لیے بھیجیں تو اس کو درست کر کے بھیجیں، یہ غلطی نہ رہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ نے بہت اہم بات کی ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیے۔

سردار جمال لغاری صاحب۔

Senator Sardar Mohammad Jamal Khan Leghari: Thank you Mr. Chairman for giving me the opportunity today not only to appreciate this brave colleague of mine but also to highlight the importance of this particular bill. As we all are very well aware that women have always been subject to great humiliation in our society. I am not talking of complete, 100% women folk but I am talking in the general context that they are not given the treatment that an Islamic democratic state enforces and must ensure their safety. A woman sometimes is being maltreated because she only pleads for her fair, Islamic share of inheritance. Sometimes women are being dug deep into grave while they are still alive. Sometimes women are being sold in the different tribal traditions and customs that are unfortunately still prevailing. I myself am a Baloch tribal Chief of the Leghari tribe. In my tribe الحمدللہ if there are any such cases, I solemnly pledge in front of this august House, that I would not tolerate any such action. I would not tolerate any such cruelty. My great grandfather Nawab Sir Jamal Khan Leghari in 1948 enforced inheritance laws whereby women would be provided the inheritance. At that time, it was a very alien concept but we made sure that we at least set an example to be on the right path. I would encourage all my other Baloch and Sindhi '*Waderas*' or the Tribal Chiefs who are present today in this august House, I am quite sure انشاءاللہ they are doing that but if they are not doing that,

they should inculcate that spirit amongst their own tribes. Thank you very much Mr. Chairman.

Mr. Presiding Officer: Tahir Mashhadi Sahib.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much Mr. Chairman. Today, on the floor of this august House, we have a good bill, the humanistic bill. A bill which is just. A bill which is long over due. Not only the letter and sprit of the bill needs to be fully supported but the very concept of protection for the less privileged or the weaker segments of the society. They require not only such laws but they require far more work to be done in our society as a whole. We are going off traditional, cultural, religious, moral tracks. Our society is facing new problems, new challenges and we are not realizing the deterioration which has come into our national life. Our treatment to our women has always been a matter of grave concern and I must here praise our brave sisters in the civil society who relentlessly struggled to fight for their rights and to bring their grievances to the attention of the authorities and even of the parliament. Although we in the parliament are well aware of what is required but somehow or the other we have failed. Now in the recent past, we have passed two, three very good far ranging bills but laws are only as good as they are implemented and only as good as they are accepted by the society and brought into the society. Our women and children need protection. This type of acid throwing or cohesive substances being used against human beings is something that is barbaric. It is absolutely unacceptable. My party MQM has struggled for the rights of the women. We have struggled for the protection of women and we will continue to do so. We fully support this bill as the senators from my party have already spoken on floor of the House. We have

supported not only this bill, we will support any and every act whichever is enacted to give protection to the weak, humble, meek and that is what the women of Pakistan are whether they are mothers, they are wives, they are children, they deserve not only to be protected, they deserve our love, they deserve our protection, they deserve to be given the rightful place because they are the mothers of this nation. They are the mothers of the future of this nation. They are the mothers of the destiny of this nation. Thank you, Mr. Chairman.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ معزز اراکین۔ کافی تقریریں ہو گئی ہیں۔ نجمہ حمید صاحبہ۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں اپنی پارٹی کی طرف سے واحد خاتون سینیٹر ہوں۔ ہمارے لیڈر راجہ ظفر الحق صاحب نے اس Bill کی بھرپور حمایت کا اعلان کیا ہے۔ میں اپنی بہنوں کو مبارکباد دیتی ہوں اور خاص طور پر نیلوفر بختیار اور ساری NGOs والی خواتین جو دو بجے سے یہاں پر بیٹھی ہوئی ہیں، ان کو ان کی محنتوں کا پھل ملا ہے اور پہلی مرتبہ اس ایوان میں کسی آدمی نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ یہ بہت بڑی بات ہے کہ اس Bill میں ہر بھائی اور ہر بیٹے کی حمایت حاصل تھی۔ عورتوں کا سر بلند ہو گیا ہے کہ آج ایک ایسا Bill پیش ہوا جس پر کسی مرد نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا کہ عورتوں کا Bill نہیں ہونا چاہیے۔ اس پر میں سب بھائیوں، بیٹوں، سب قائدین اور سینیٹ کے ممبران کو مبارکباد دیتی ہوں۔ یہ واحد Bill ہے، جس کی سب نے بھرپور حمایت کی ہے اور ہم عورتوں کا سر فخر سے بلند ہو گیا ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے ہر مرد اور ہر عورت کو فراخدلی سے وقت دے کر بولنے کا موقع دیا۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Now I will put the motion to the House. It has been moved that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal procedure,

1898 [The Criminal Law (Amendment) Bill, 2011], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

(The motion was carried unanimously)

(Desks thumping)

Mr. Presiding Officer: The question is that Clause 2 to 4 do form part of the Bill?

(The motion was carried unanimously)

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب! یہ پہلے ہی move ہو گیا تھا، انہوں نے شروع میں move کیا ہے۔ آپ دیکھیں، انہوں نے پہلے move کر دیا تھا، اس کے بعد تقریریں ہوئیں۔ یہ پہلے move ہو چکا ہے، میں اس کو دوبارہ پڑھتا ہوں۔

The question is that Clauses 2 to 4 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Now, the question is that Clause 1, Short Title and Preamble of the Bill do form part of the Bill?

(The motion was carried)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نیلوفر بختیار صاحبہ! آپ Item No. 15 move کریں۔

سنیٹر نیلوفر بختیار: جناب! میں وہی move کر رہی ہوں۔

Mr. Chairman, I beg to move that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Law (Amendment) Bill, 2011], be passed.

Mr. Presiding Officer: It has been moved that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Law (Amendment) Bill, 2011], be passed.

(The motion was carried and the Bill was passed)

Mr. Presiding Officer: The Bill stands passed. I will request Senator Nilofar Bakhtiar to present Item No.16.

Senator Nilofar Bakhtiar: Mr. Chairman, before I present Item No.16, could you allow me to make a few comments on Item No.15. Am I allowed sir?

Mr. Presiding Officer: Yes, please.

سینیٹر نیلوفر بختیار: جناب! آپ کا شکریہ۔ جناب چیئرمین صاحب! میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں، اس House نے جس فراخدلی کا ثبوت دیتے ہوئے Acid Crime Bill کو unanimously approve کیا ہے، اس کی مثال نہیں ملتی۔ میں اپنی ہر ایک بہن اور ہر ایک بھائی کی شکر گزار ہوں اور میں سب سے زیادہ اس civil society کی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے پہلے National Assembly اور آج Senate of Pakistan کو ایک اچھا کام کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ میں ان تمام women rights activists کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں جنہوں نے اپنی پوری زندگی اس جدوجہد میں بسر کی ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ سے ایک گزارش کرنا چاہتی ہوں جب ہمارے پاس ایوان میں foreign delegations آتے ہیں، ہم ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں، ہم round of applause دیتے ہیں۔ آج ہمارے پاس acid survivors بیٹھے ہیں۔ کیا یہ Senate ایک بھرپور round of applause میرے acid survivors کو دے سکتا ہے؟

(اس موقع پر ایوان میں desks بجائے گئے)

سینیٹر نیلوفر بختیار: یہ Bill ان acid survivors کے نام ہے جنہوں نے جدوجہد کی اور بہادری دکھائی، جنہوں نے آج اس House کو اس Bill کے لیے مجبور کیا کہ اس کو قانون کی شکل دی جائے۔ میں آپ سب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ House میں ایک زوردار applause چاہیے۔

(اس موقع پر ایوان میں desks بجائے گئے)

Senator Nilofar Bakhtiar: I beg to move that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of

Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Law (Amendment) Bill, 2011], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

جناب چیئرمین! میں یہاں پر ایک وضاحت کرنا چاہتی ہوں، سیمیں صدیقی صاحبہ نے record درست کرنے کے لیے کہا تھا، وہ record درست ہے۔ یہ وہ Bill ہے جو National Assembly میں چوہدری شجاعت حسین صاحب، بیگم عطیہ عنایت اللہ صاحبہ، دونیا عزیز اور چوہدری پرویز الٰہی صاحب کی سربراہی میں پیش کیا گیا۔ National Assembly نے فراخدلی سے اس Bill کو endorse کیا ہے، آج یہ Bill Senate میں پیش ہوا ہے۔ .Thank you

Mr. Presiding Officer: It has been moved that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Law (Amendment) Bill, 2011] as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

(The motion was carried)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: حافظ رشید صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: میں اپنے علم میں اضافے کے لیے آپ سے ایک چیز پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ یہ Bill کس کی طرف سے آیا ہے، یہاں پر سینیٹر نیلوفر بختیار کی طرف سے ہے یا یہ Bill کسی اور کی طرف سے ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ National Assembly سے اسی طرح pass ہو کر آیا ہے۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: یہ ان کا Bill تصور کیا جائے گا یا نیلوفر بختیار صاحبہ کا تصور کیا جائے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جب یہاں سے جائے گا تو اس میں نیلوفر بختیار صاحبہ کا نام ضرور آئے گا۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: ٹھیک ہے۔

Mr. Presiding Officer: Now, we come to the second reading. The question is that Clauses 2 to 5 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The question is that Clause 1, Short Title and the Preamble do form part of the Bill?

(The motion was carried)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نیلوفر بختیار صاحبہ! آپ Item No.17 move کریں۔

Senator Nilofar Bakhtiar: I beg to move that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Law (Amendment) Bill, 2011] be passed.

Mr. Presiding Officer: It has been moved that that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Law (Amendment) Bill, 2011] be passed.

(The motion was carried)

(Thumping of desks)

Mr. Presiding Officer: The Bill is unanimously passed. I congratulate you.

اب sense of the House لے لیں کہ business چلائیں یا کل پر رکھیں۔ Bill pass ہو گیا ہے اور میرا خیال ہے باتیں بھی کافی ہو گئی ہیں۔ جی چوہدری شجاعت حسین صاحب۔

سینیٹر چوہدری شجاعت حسین: جناب چیئرمین! میں اس چیز کی درستی چاہوں گا کہ دراصل یہ Bill میں نے اس اسمبلی میں پیش نہیں کیا تھا، میں نے یہ Bill پچھلی اسمبلی میں پیش کیا تھا لیکن بعض وجوہات کی بنا پر یہ pass نہیں ہو سکا کیونکہ اس وقت بعض لوگوں کی reservations تھیں۔ یہ میں ریکارڈ کی درستی کے لیے عرض کرنا چاہتا تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی نیلوفر بختیار صاحبہ! آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں؟

سینیٹر نیلوفر بختیار: جناب چیئرمین! اس ہاؤس کا، پاکستان کی خواتین کا اور پاکستان کے ان مردوں کا جنہوں نے اس کام میں ہمارا ہاتھ بٹایا ہے، اس کارخیر میں ہمارے ساتھ حصہ ڈالا ہے، ہم ان کے بے حد مشکور ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ فرسودہ رسومات اور رواج ہیں، جن کو خواتین کی ترقی کی راہ میں ایک رکاوٹ بنایا جاتا ہے۔ اس میں وہ چیزیں cover کی گئی ہیں جس میں قرآن کے ساتھ شادی ہے، جس میں خواتین کے inheritance right ہیں، جس میں صلح کے بدلے میں اپنے جھگڑے نمٹانے کے لیے عورت کو دے دیا جاتا ہے، چھوٹی چھوٹی بچیوں کو دے دیا جاتا ہے۔ اس issue کو address کیا گیا ہے۔ اس میں forced marriage کے issue کو بھی address کیا گیا ہے۔

یہ ہمارے معاشرے کے وہ مسائل ہیں جو سالہا سال سے پڑے تھے۔ یہ بہت لمبی جنگ ہے، اگر ہم بیجنگ declaration کو یاد کریں تو 1995ء سے لے کر آج 2011ء تک ہے لیکن یہ جنگ اس سے بھی بہت پہلے کی ہے۔ آج پاکستان کی عورت کے لیے ایک بہت بڑا دن ہے، ہماری فتح کا دن ہے اور جن لوگوں نے اس کو نیشنل اسمبلی میں support کیا، propose کیا، ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہم ایک مرتبہ پھر سول سوسائٹی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور سب سے زیادہ آج جو سینیٹ آف پاکستان نے ہمارا سر فخر سے بلند کیا ہے، میں اس کے لیے اپنے Senators کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

(Thumping of desks)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ Leader of the House آپ کچھ کہنا چاہتے تھے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: شکریہ جناب۔ آج جو دو Bills pass ہوئے اس کو نیشنل اسمبلی نے pass کر کے بھیجا، بلاشبہ یہ بڑے اہم Bill ہیں اور اس میں بالخصوص ان لوگوں کی efforts ہے جو اس معاشرے سے تحفظ اور انصاف کا تقاضا کرتے رہے۔ یہ protection honourable members of the Parliament نے کیں، ان کے ساتھ civil society کا اپنا ایک کردار تھا۔ اس Bill کے pass ہونے سے جو crime اس معاشرے میں ہمیشہ خواتین کے خلاف ہوتا ہے اس کی رکاوٹ میں ایک پیش رفت ہے۔ جیسے راجا صاحب نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس

سوسائٹی میں بھی اس قسم کی norms develop کرنے کی ضرورت ہے۔ قوانین کا existence بہت ضروری ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی implementation اور قوانین کا احترام بھی بہت ضروری ہے۔

اس Bill کی movers اور بالخصوص جو movers نیشنل اسمبلی میں تھیں ہم ان کو مبارک باد پیش کرتے ہیں کہ ان کی کاوشوں کی وجہ سے ایک اچھا قانون پاکستان کی statute کی books میں آ گیا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جو کردار honourable parliamentarians نے اس legislation کے حوالے سے ادا کیا اس کو عوام الناس میں سراہا جائے گا اور بالخصوص ہم سول سوسائٹی کے نمائندگان کو سراہیں گے جنھوں نے بہت کوشش کی اور ultimately ان کی کوششیں fruitful ثابت ہوئیں۔ شکریہ۔

جنابِ والا! میری ایک privilege motion تھی اگر آپ اجازت دیں تو میں پیش کروں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی move کریں۔

Privilege Motion

Derogatory Remarks Passed by the Vice Chancellor Quaid-i-Azam University Against Parliamentarians

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, this is a privilege motion, although I never intended that but ultimately I was compelled to move this privilege motion because we have been feeling that some elements in the bureaucracy do not give the proper respect or they do not give recognition to the honourable members of the Parliament. Although I am from the Treasury Benches but I am compelled to move this motion today.

(Thumping of desks)

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: I think we do respect them a lot, the heads of the educational institutions and we do expect that the respect should be reciprocal but I felt that on certain occasions, a Vice Chancellor of the University passed very

derogatory remarks against the parliamentarians, against the Ministers and even myself. That's why I am compelled to move this privilege motion before this House. I may kindly be allowed to read it.

Mr. Presiding Officer: Please read it.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Privilege Motion Under Rule 61 of Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, I am one of the four members of Senate of Pakistan representing Federal Capital in the Senate. Quaid-i-Azam University is located in Federal Capital. On 21-09-2011 an Eid Milan Party was arranged by Quaid-i-Azam University Islamabad Employees Welfare which was attended by 500 to 600 people along with the Vice Chancellor Dr. Masoom Yasin Zai, while addressing the gathering Dr. Masoom Yasin Zai passed derogatory remarks against Pakistan Peoples Party, Federal Ministers, Parliamentarians and myself. Dr. Mosoom Yasin Zai, Vice Chancellor, Quaid-i-Azam University publicly ridiculed and passed derogatory remarks against the Federal Ministers, Parliamentarians and myself, the Committee on breach of privilege of the Parliament and its members. The matter may please be referred to the Senate Committee on Rules of Procedure and Privileges for appropriate action.

Mr. Presiding Officer: Now the only correction that I would like to make is the name of the Vice Chancellor. It is Dr. Mosoom Yasin Zai not Yousaf Zai. I hold the motion in order and the same is referred to the Committee on Rules of Procedure and Privileges for consideration and report. Tahir Mashhadi *sahib*.

Point of Order

Lack of Gas and Electricity in Islamabad

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much Mr. Chairman. I will just take one minute more of your time and I am grateful that you have given me this opportunity. This is regarding Islamabad. Unfortunately Islamabad has the same problem which all the parts of Pakistan have. We have the haves and the have nots and the have nots are the poorer, the middle class, the hard working and the lower paid government employees. The lower paid government employees including the employees of this Parliament, they live in G-10, G-8 and I sectors and they have been deprived of gas for the last one week. There have been riots, the women and children have been manhandled, they have been insulted, degraded and even the men have been *lathy* charged and the situation is getting out of control.

This city which enjoys great patronage and all the privileged people living here, they have gases which is abundant and being wasted. Whereas the people who live in the lower segments, in the flats and in the government quarters, they are without gas for the last so many days and they are finding it very difficulty even to feed their children allied to this problem is the problem of CNG fitted vehicles. The CNG is not dangerous if it is fitted in a single vehicle, in a normal vehicle, but when they are fitted into these big vans and buses, what happened is that there are a lot of joints and because of the joints whenever there is an accident they blow up, so many people have died, so many precious lives have been lost. Just recently, we had a crash yesterday. Then three days back we had one in Sindh and it is causing a lot of unnecessary damages. The Government should take some sort of cognizance. The

Government should take some notice. Sir, G-9, G-11 and G-8 as my sister has said they have not the electricity. These accidents are causing so many deaths. The Government must take some steps. The police goal, of course, is to come to bribery and corruption and their corrupt administration is a rule of the day but even this corruption should not be at the expense of human life and the Government must take note of these bigger vehicles having CNG and this must be stopped. Thank you Mr. Chairman.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: واقعی یہ ایک شدید مسئلہ ہے - بخاری صاحب سے request کریں گے کہ concerned quarters تک یہ پہنچائیں کہ لوگوں کو یہ شکایت ہے۔ جی بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: کرنل صاحب میرے آفس میں تشریف لے آئیں and we can talk to the concerned authorities میں بار بار یہی کہتا ہوں انہوں نے جو issue point of order پر raise کیا certainly we are in Treasury Benches, he himself is in Treasury Benches we can take up this issue with the concerned authorities but the most proper way is that they should have given a call attention notice, we should have called the concerned Minister over here. He would have made a reply for all those things that would be more appropriate. In spite of all that I would request Colonel *Sahib* that he should come to my office and we can talk to the concerned authorities.

Mr. Presiding Officer: Thank you. Now I adjourn the House to meet again tomorrow at 10.30 a.m.

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the 13th December, 2011 at 10.30 am]